



اتحاد لیسران

۷۰۹۱۸۲



ششماہی  
۱۲۷۷ھ

نہیں ہندو یا کاشتو اب بچہ کیونکہ اس سوا یہ سے غریب اور نادار ہرگز کو مفت رسالہ جاری کیا جائے گا

## فہرست مضامین

جلد

صفحہ	مضمون نگار	مضمون
۴۲	آنریری ایڈیٹر	خیالات
۴۴	جناب منشی غلام قادر صاحب فرخ امرتسری	فوز انسان (نظم)
۴۵	جناب شیخ عباس سول صاحب ادیب فاضل	تیلڑ وال
۴۹	محترمہ مسرہ سید تصدق حسین صاحب بنور	امیر حیدر کی لوری (نظم)
۵۱	خواجہ ایم غلام یلین صاحب فرحت امرتسری	نہیہ فا
۵۶	نینہر	صندوق نگذارش
۵۷	"	تحد نساں کی مقبولیت
۵۹	ماخوذ	تیم (نظم)
۶۰	-	نہری خاداری
۶۲	جناب مولانا محمد شریف صاحب طارقی بی۔ آ	تنہا
۶۷	محترمہ مس اخلاق عابد صاحبہ	تنہا
۶۸	نینہر	تنہا
۶۹	محترمہ مسرہ محمد یوسف صاحب کراچی	تنہا (نظم)
۷۰	محترمہ امۃ الوحی صاحبہ دہلی	تنہا
۷۲	ماخوذ	تنہا (نظم)
۷۷	مولانا ابو محمد عبد اللہ صاحب	تنہا
۷۹	محترمہ مسرہ ڈاکٹر محمد شریف صاحب	تنہا
۸۰	محترمہ رخ صاحبہ بنت حکیم محمد کدورتہ خاں	تنہا
۸۱	کنیز عائشہ راحت	تنہا
۸۳	اقتباسات	تنہا
۸۴		تنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اتحاد نسوان



ماہ نومبر ۱۹۳۰ء

## بیانات

DAK JUNG ESTATE LTD  
(Oriental Section)  
URDU PRINTED BOOK  
Accession No. 1000  
Subject: ..... No. ....

اظہار شکریہ اُس ذات بے نیاز کا کہ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہماری اُن آرزوؤں اور امیدوں کو جو ہمارے دلوں میں رہا تھا کہ تو وسیع اشاعت کے لئے چنگیاں لے رہی تھیں بہت بڑی حد تک پورا کیا ہے۔ آج ہمیں اس امر کے اظہار کرنے میں بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہر ایک شہر سے ہماری معزز بہنوں نے نہایت مسرت کے ساتھ اس ناچیز رسالہ کا نیا مقدمہ کیا ہے اور اس کے متعلق اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرما کر ہماری امیدوں اور عوصلوں کو بڑھا دیا ہے آپ کے ان ہمت و جرات والے نئے خیالات کی موجب میں ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ نہ نئے چار نوادہ وقت بہت آسپ آئے والا ہے کہ یہ رسالہ دنیا کے بہت سے رسائل میں شمار ہوگا۔ اور اس کے سبق آموز اور محسوس مضامین ہمیں بہت جلد قعر مذلت سے نکال کر اوج کمال کی مسند پر بٹھانے میں مدد و معاون ثابت ہوں گے۔

**توسیع اشاعت**۔ ہم نے گذشتہ اشاعت میں ہم بہنوں سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے پوری سرگرمی کے ساتھ کوشش فرمائیں الحمد للہ کہ ہماری یہ آواز صدا بھرا ثابت نہ ہوئی اکثر معزز بہنوں نے رسالہ کے لئے کئی ایک خریداری بھی بھیجی ہے اور بہت سی بہنوں نے کئی ایک بہنوں اور بھائیوں کے پتے تحریر فرما کر اپنی قومی ہمدردی کا قابل قدر ثبوت بھی پہنچایا ہے اگرچہ پچھلے تک اسی طرح توسیع اشاعت کے کام میں بہنوں کی عنایات کا سلسلہ جاری رہا۔ تو وہ چند ایک نقص جو صرف مالی مشکلات کی وجہ سے رسالہ میں اس وقت موجود ہیں ہمیشہ کے لئے رفع ہو جائیں گے









پھر یہی جو میں نہیں آتا کہ بھنگہ میں نہیں  
مسلحہ میں علم کے قابل قرار دیا گیا۔ کیا صنعت  
نازک پر لفظ انسان کا اطلاق۔ مایہ جیشیت  
ست نہیں ہوتا کیا اس فرق پر ہندی فرغ  
عائد نہیں ہوتے؟ اگر ہر بے بہتت میں نہ  
اور یقیناً ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان  
میں خصوصاً ہم مسلمانوں کی قوم میں خواتین  
بہالت لے ہند میں فرق ہیں بہر حال کی  
بہالت محض اس کا نتیجہ ہیں ہوری تمکین  
ان کی اپت سات دیکھ رہی ہیں۔ لیکن ہم  
ہیں کہ ش سے ان نہیں ہوتے بلکہ ہوری  
یہ حالت ہے کہ کہیں کسی کی ہوری یا پتی کو  
دیکھا یا سن پایا۔ وہ کچھ لکھنا پڑھنا نہ  
گنتی ہے۔ ان سے باہر جو کسے گئے ان  
فول پینے بی دیکھو نہ فلاں کی بیٹی خوب  
لی پوٹی کو یک دن لگے ہیں اب تو کشتائی  
بن گئی ہے۔ نین پر چہ نہیں ممتہ ڈر شرم  
نہیں مار۔ پ کے سامنے ریش پان پڑھتی  
ہے یہ بھین کی کے گھر بنے کے میں جس  
سے بیاہنے گی اس کی قسمت پھولی ہو گی۔  
الغرض بیوی کی شامت آجاتی ہے اندر  
اس کی مرکات و سکنات کے چرچے ہوتے ممتہ  
ہیں۔ ایسی حالت میں بھلا دوسری بہن کو  
کہ نہ بربستی ہے کہ وہ بھی دو لفظ نہ  
میں۔ اب ممتہ ہے کہ آندہ فرقہ ذکر

کیوں۔ فتنے کے عروقوں کو ہر ایک جگہ  
ہی میں رکھا جائے؟ کیا وہ نہیں بے شک  
کے امور مافی عدہ کی سے سماج ہم ہوں؟  
کیا وہ نہیں چاہتے کہ ان کے بچوں کی پرورش  
حق ہو؟ وہ۔ ب کچھ چاہتے ہیں۔ نزدیک  
نہایت ان لے، انوں میں ۲۰ چکا ہے اسی  
کی رٹ رکھنا رکھتے ہیں کہ عورتیں فقط  
ضمیمہ العقل واقع ہوتی ہیں اور وہ اس  
کی انہ۔ اور خاص یہ فی گنتی ہیں۔ اگر ان کو  
تعلیم دی جاتی۔ تو بھائے مفید ہونے کے مسئلہ  
ثابت ہوگی۔ اور یہ فرقہ انہاں بانگ آزاد  
ہو جائے گا۔ اور ان کے صاحب  
انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
کو خدہ پڑے۔ حدت نازل۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
تایق نہ ہے۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
نہ سب بلکہ حدت انسانیت ہے مذہب کا  
پکار کر بغیر کسی تفسیر و درود عورت کے ملک کی  
دعوت ہے۔ اب۔ علم کی وضاحت بیان  
کر رہا ہے۔ زمانہ ترقی کلبے وہ جاگت دیں  
کہ۔ رہا ہے۔ کہ ممتہ میں حدت اب علم کو زندہ  
رہنے قادر ماحول ہے بے علم کو پیر کے رتہ  
اور انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
یہ لوگ ممتہ میں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔  
کی تڑپ رکھتے ہیں۔ اور انہاں۔ اور انہاں۔

ہر وطن با عزت گذرانا چاہیے۔ ہر وطن کی خواہش  
 نفسانی کے علاوہ کچھ ایسا کرنا بھی نہ کھشما  
 ہے حب وطن اور در تو اس کی بھی اُن کے  
 دل میں جگہ ہے۔ تو اُن کو چاہیے کہ وہ ہر  
 جگہ خواب راحت سے بیدار ہو کر اس مہم  
 طبقہ انسان کو تھمذلت سے نکال کر باہم  
 نفعت پر پہنچانے کی کوشش کریں اس کا وہ  
 ملوان ایک اور صرف ایک ہے کہ وہ اس طبقہ  
 میں تعلیم عام کریں اپنی بچوں اپنی بنوں  
 کو تعلیم دیں اور ان کو ہر ذرات سے منور  
 کر دے کہ طریقہ کار انھیں منسلک ہو جائے۔ یہ  
 ہر مسئلہ ہے کہ جب ہمیں غلو ہو جاتا ہے  
 ذلیل ترین صفت سے پاؤں ہو جائیں گی تو یقیناً  
 اولاد کا صحیح بکھڑکساؤ اور عقول تربیت  
 کر سکیں گی اور اسی وقت قوم یوں ہونا اور بناؤ  
 فوجوں باہمت اور سلیقہ شعار ہو گیا۔ پیدا  
 کر سکیں گی لیکن جب تک ہر نصیب سبائیں  
 تعلیم سے بے بہرہ ہیں اور جو جہالت نصیب  
 چلی بھڑٹ اور نہ معلوم کیا کیا عیوب میں  
 مبتلا ہیں اور ان کی تخلیق میں بھی یہ امراض  
 دوڑتا رہتا کرتے جا میں گئے ایسی اولاد  
 سے جو کچھ نقصان پہنچے گا وہ غلام ہے  
 علی حدت کا ایک جو اوصاف مذکور  
 انھم سے سکتا ہے ہر یک کی ترقی بجاہن  
 کے عروج کا راز صرف انسانی صحیح تعلیم و

تعلیم ہے۔ ہر ملک کی طرف کیوں نظر  
 ہو؟ اسلامی ملک کی مثالیں موجود ہیں ان کی  
 کی زندہ مثال فی الزمان ہمارے سامنے ہے  
 ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شبانہ روزہ بام اور ج کی  
 طرف گامزن ہے اور صرف اسی لئے کہ آج وہاں  
 عورت مرد کے دوش پر دوش شریک ہو رہی ہے  
 کبھی عدالت میں بیچ کی حیثیت سے کر سٹی  
 عدل پر حیثیت دے رہی ہے تو کبھی بازار  
 کے پر رہے ہیں کڑی سپاہی کی وری پہننے  
 پہننے اور اس آ کر رہی ہے اگر کبھی قلعہ کی  
 پار دیوار کی نیں فوقی سپاہیوں کا کھانا نہ تیار  
 کر رہی ہے تو کبھی ریلوے سٹیشن کے گریٹ  
 پکڑی کھاٹ چسکر کا کام۔ انجام دے رہی  
 ہے اور افسوس قدم قدم پر وہ کا ہاتھ بٹا رہی ہے  
 تو کیا ہاں عریض تعلیم پر کار دنیا کے حال سے  
 باخبر ہو کر عقل کو تسکین دے آیا اس کا نہ بہ ختم  
 اور انداز و اخلاقی ہو گیا؟ کیا اس کا دامن شہم  
 دینا پاک ہو گیا؟ کیا تعلیم سے اس کو خاندانی  
 سے بے پرواہ اور شوہر سے غمناک کر دیا؟ اگر  
 بلکہ اعلیٰ معیار میں اس کو وہ کا خدنگہ باغی  
 یہ جوٹ کہ تعلیم کسی بونی چاہیے پودہ لانی  
 یا نہیں۔ نہ ہی دنیاوی زائد از مذہبیت ہے  
 ہم مسلمانوں کو چختہ عقیدہ ہے کہ نیت خیر  
 ہو سکتی صورت میں ہمارے دنیاوی کام  
 بھی موجب ثواب اور دافضل عبادت ہیں۔

علم خود آگیا ہی ہو، اس کے علم ہو گا کہ ہم  
دے گا۔ خیالات دینے ہوں گے اس کے  
بہ انسان جو کام کرے گا۔ مقبول ہو جائیگا  
یہ ضروری ہے کہ تعلیم خواہ دینی ہو یا دنیاوی  
اہل ہونی چاہئے ناممکن تعلیم جاہلوں کے  
بہ فتنہ کسی انسان کو ہم نہیں بھائی  
ایسی تعلیم طلب کسی خاص کوشش کے مستحق  
ہو، جاہلانہ ہے اس لئے ہونا چاہیے  
تعلیم کی ضرورت تعلیم کو محسوس کرنا  
ہے اور اس کے بعد نظریہ تعمیر و تہذیب  
تعلیم کا تہذیب لانا ہے طریق تعلیم مناسب  
کے نظر کے بغیر اسی قسم کا عملی قدم نہیں لے  
جاسکتا۔

آخر میں خواتین کی خدمت میں عرض  
کرنا ہے کہ بہت سی قومیں ترقی کے مسائل  
طے کر چکی ہیں جو غیبی رہ گئی ہیں وہ نہایت  
سہولت کے ساتھ دوسری قوموں کے علم کر رہ  
منازل خود کر رہی ہیں قرہ بھی اس چند روز

زندگی میں ایسا کام نہ کریں کہ جاؤ کہ ہمیں  
لوگ تمہارا نام نہ لیں گے ساتھ یہ کریں گے  
آج اس بات میں ان کو اشد تاکید کریں  
مدرسہ و سرگرم کو آواز نہ دے کہ ہمیں  
حصہ حاصل کر کے لے انتہائی کوشش کرو جب نہیں  
قدروں ہمیں میں شرکت کرو تب اس  
فلاح شہرہ اور ایسا جانے گا وہ ان  
سے نا اہلیوں کی جان لے رہے ہوں جاننے کے  
تہیں آپ پڑھنے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
یہ باتیں جو بہتر ہو ویسے نہ کرنا فلاح  
وہ "نالیٹ" آپ کو تیار اور بہتر کر لے گے  
وہ "نالیٹ" پڑھ کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے  
لو اپنا شمار بنائیں اور مخالفت کی سبب نہ  
ہو لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
منا ہے اگر اس مسئلہ کی گہرا ہستی میں  
تو کانٹوں اور کڑی دہشت کی قوتوں سے  
قائم رہیں گی اس کو یقیناً دیکھنا  
تیار رہیں

## معاونین سالہ اتحاد نسوان

محترمہ سرائیکی صاحبہ لکیم جناب شیخ زبیر حسن صاحب قشیری مالک مہار نعلیل بی

محترمہ سرائیکی صاحبہ لکیم جناب شیخ زبیر حسن صاحب قشیری مالک مہار نعلیل بی

جناب مولانا محمد شریف صاحب طارق لکیم

محترمہ سرائیکی صاحبہ لکیم جناب شیخ زبیر حسن صاحب قشیری مالک مہار نعلیل بی

جناب شیخ محمد رسول صاحب ایف نعلیل بی

محترمہ سرائیکی صاحبہ لکیم جناب شیخ زبیر حسن صاحب قشیری مالک مہار نعلیل بی

محترمہ سرائیکی صاحبہ لکیم جناب شیخ زبیر حسن صاحب قشیری مالک مہار نعلیل بی

# امیر حیدر کی لوری

(دربارہ مندرجہ تصدیق حسین بھٹا جوڑ)

میر جوی جو یک دم اور شاعر ہوا ہے اس کی نسبت مشہور ہے کہ کسی کاکھم ایک بار سکرانہ برکت  
تھا اور اودھ بخت سے اس کے بچے کو غلام ہو جاتا تھا۔ "تین تہ ساہو" کا نام اس کے غلام  
نوک زبان ہو جایا کرتا تھا لیکن ایسی شائیں بہت کم پائی جاتی ہیں کہ کوئی شخص کسی تامل بغیر  
صحت سے چند روز میں خواہ شہر لکھے گا ہو لیکن اس کا یہی ثبوت ہوا ہے کہ اسے "جو دہ" کہ  
ایک "کابوٹل" پاس بھی نہیں پائی تھ پہلے ایک شاعر کی خدمت میں دکر شہر لکھے گا۔

وہی مہا ہسیہ نصیر حسین صاحب قبد واسطی۔ فلا کے نام بھی واسطی گرائی سے تعلق  
طبقہ جوڑی وہ تھا ہے۔ آپ کا کام اس قدر مضبوطیت حاصل کر چکا ہے کہ قلعہ واسطی سے گور  
کر اور پروفیشنل دورہ مل کر سوں میں داخل ہے۔ شہر ہی میں جب ارشدی انی ایک شخص  
صحت واسطی صاحب قبد کی خدمت میں دکر آتا تھا جو پہلے آپ کے برادر اور استاد حسین کا  
دوسرا اکیل بھٹہ دے کے پاس بدھ نشی وہ چکا تھا۔ اسی شائیں خاصہ دکر پہلے واسطی بھٹا  
کو چاہت دیا۔ اس کی طرف سے تو سہا رکھا دے گا اور خطہ تامل گد میں اولاد  
کو ایک نیکیاں سوجھا کر ایک لوری گور کر ملی تھ کے طور پر واسطی صاحب قبد کی بنیاد پیش  
کی اور صلہ حاصل کیا۔

چرکہ یہ مثال قابل تہ ہے۔ اس لئے اس لوری کا اصلی دنیا میں شائع کیا جائے گی  
ہوتا ہے، تاکہ اور بہنوں کے ذہنوں میں بھی یہ جنت اور علمی خالق پیدا ہو۔ نچو کا نام بیٹھ  
اور حرف شیدائے علم دار رکھا گیا ہے۔ اور ان نام اس لوری میں نظم ہیں

ہزار سکرانہ خندانہ برتر کہ چکا قدرت کا لپٹا خنجر  
میں سے کیاں کو دیا وہ دلیر کہ جسے پہنچا دل بچا وہ  
جو حق شید و جہ شہم خدا یادہ ادعائے سے عطا کر  
کہ بچے بچے کی جو نہاں پر امیر حیدر امیر حیدر

میر جوی جو لوری یادہ یادہ بلکہ داما یہ نیسے آکا کا اور دھیریاں جو پورا دل آما

یہ قلمیہ کے اکہ کا پارہ یہ باغ امیہ کا نظارہ یہ آنکھ کا منہ جی رہا یہ جنت جہنم کی پیدیا

ہے یہ اقبال و بخت یا درہ صوفی محل سکونت اور

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر

دراں درہ توں کا پالا ماؤں کی گواہ کھلا یہ بھلے مان لے صلیاں پاؤں و شکلاں کی دیا

بہاں میں اس شان سے یہ آیا ہوا خوشبوٹاں لہی یہ وہاں مل کی مایہ کروڑ امیہ میں ساتھ لایا

اپنی زنا و رن یہ وہاں پستان سستی شہادت و ذ

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر

میرہ امیہ بی ہوا پتا رتی رہے یہ و تا سہ یہ عروہ ہستہ ستمانتان بھل وطن کو کھوتا

یہ ملک کے درمیں ہوا و تافش قومی کلین ہوتا کسی کے ہونیشہ چھوٹا کسی کے زخمی ہو چھوٹا

یہ ہونہاں اور نامہ آور حانیہ بی یہ یہ رب اکبر

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر

یکل ہوا و یا سمن ہونہاں میں لے چمکے ہونہاں ہا چاہے ملوں ہونہاں میں ہونہاں ہونہاں

یہ درتوں میں ہونہاں میں ملے ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

یہ لاکھ ہوا و ہونہاں اکہ لے ہونہاں ہونہاں

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر

ہونہاں اجداد اس سے روشن بند و مورا سونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

بہر کرین سائلوں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

یہ ملک اور قوم کا ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر

ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

یہ ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں ہونہاں

کہ چمکے چمکے کی ہونہاں پر امیہ امیہ حیدر





## شہید وفا

لی۔ ۱۰۰ ہزار تک۔ یہ بڑی بڑی دولت ہے۔ اس کی ڈک کا بیاد کسی اچھے اور متول نہ لے  
 زیر ہو کر اس کی عورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے نہ ۱۰۰ ہزار اسم و جن کے ساتھ ہر کر کے پیش اس کا  
 یہ ایک پھانسی ہر کسی کو چاہے عدو دنیا میں جو اس باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ پورے عمر اپنی ذات  
 کے بعد اسے وہی کہ اس پر کام کرے۔ کام میں ملے اور اس کے ساتھ ساتھ وہیں لڑکے یا  
 جوں کی شہادت دے گا۔ اس کے لئے تھوڑی سی مہیاں کرنا سب سے بڑا اور شہادہ ہونا  
 کے بعد اسے تھوڑی سی شہادت دے گا۔ وہ بھی ہے۔ ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ ہر ایک  
 آج کی عورت کی سے لی طرف پر تو جو کہ اس میں کی جاتی رہی اور چوڑی ایک شہید  
 ہونے کی باتیں جس میں ہوتے ہیں اس باپ کے لئے اس میں شہادت لے کر اس کی  
 ہیں۔ اس کے ساتھ حقوق و شہادت دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات  
 اس کا یہ ہونا۔ ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات  
 اس کی ایک ہستی کا شہادہ ہے۔ اس کے لئے ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات  
 یہ شہادت دے گا۔ اس کے لئے ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات  
 اور اس کے ساتھ ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات  
 مضمون میں سے کہہ لے۔ اس کے لئے ہر ایک اس کے لئے ساتھ دے گا۔ اس میں لے کر اس کی اپنی ذات

فرضاً باپ کو وہ تہ سے سنا کر جنہیں  
 سن کر تہذیب بھی پناہ نہ چھپاتی ہے اس کی  
 لئے جتنے والے اور تمام خویش و اقارب  
 ہر گز کو ہمیشہ بڑی نظر سے دیکھتے۔ اور  
 اس لئے والدین کو اس کی سفلانہ حرکتوں  
 سے باز رکھنے کی پوزور۔ خواہ اس کے تھوڑے  
 جائے اس کے کہ ظاہر کا والد ان میں  
 رکھتے۔ ہوتا۔ اس لئے ان سے ہر گز

ظاہر باپ کا لاؤ گے۔ خستوں اور آزاروں  
 کا پالا ہوا لکھتا بیٹا تھا۔ اس باپ اس کی  
 اور ہر سو جان سے قربان و شہادت دے گا۔  
 جس چیز کی آرزو یا خواہش کرتے۔ وہی الفاظ  
 اسے ہم پہنچانی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس  
 کی طبیعت وہ اعتدال سے بڑے ہونے پر  
 سے منفرد اور غصہ کی واقع ہو چکی تھی جس  
 چیز کے لئے کو فدا دیر گھنٹی تو والدین کا یہ



ظاہر ہو جاتا۔ ظاہر ہے ابھی محبت دہم پر کی  
 قدم کھاتا تھا کاس کی طبیعت کھاٹ ہو گئی  
 دل میں کہنے لگا کہ اس مفت کی پابندی ہو  
 قید سے تو موت ہزار دہے بہتہ ہے یہ خیال  
 آئے ہی سکول سے گھر کی طرف لوٹ آیا آئے  
 ہی بستہ ہاں کے سر پہ اس مذہب سے دے  
 مارا کہ اس پیاری کے اوسان خطا ہو گئے  
 صحت بھری آواز سے بیٹے سے مخاطب ہوئی  
 ظاہر میں تیرے صلت ہاؤں اٹھنوں  
 کی طبیعت کو آج بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا جس  
 کی وجہ سے یہ مجھ کو نہ حرکت مل میں لگنی  
 ظاہر ہے اپنے چہرہ کو منہ مٹا کر جواب دیکھ  
 اناں جان! میں سکول کی قید و مشقت بگو  
 ہرگز برداشت نہیں کر سکتا اگر تبار علیا  
 ہے مجھے چھٹنے کے لئے مجبور کیا جائے گا۔ تو  
 میں کسی کنوئیں میں کو کر اپنی زندگی کو پیش  
 لے لے نہ کر دوں گا ظاہر کے منہ سے یہ الفاظ  
 سن کر ماں کے پاؤں تلے سے زمین محل گئی  
 بے اختیار آنسو بھل آئے، لرزتی آواز میں کہا  
 کہ بیٹا! اگر تبار اول پر چھٹے کو نہیں چاہتا  
 تو شوق سے جانا چھوڑ دو۔ نہ آئی ہوئی  
 کافی دولت موجود ہے کسی بات کی کمی نہیں  
 پھر بھلا تمہیں کس لئے جانے پر مجبور کرے  
 ماں کے منہ سے محبت بھرے الفاظ نکلا ظاہر  
 کا چہرہ خوشی سے مٹا اٹھا۔ نہ ہنس نہ بول نہ

اللہ کی ہند کو یاد ہو گئیں علی وحشی سے کہنے لگا  
 قلیل کو خیر ہو کہنے کے بعد ماں باپ کس  
 نو نظر سے آواز دے کر دوں کی طرف کوچہ و بازار  
 میں چرنا نہ شروع کر دیا۔ جو انی کھا کھا طبیعت  
 حیاش اور لاہور ۱۹۱۱ء واقع ہو چکی تھی۔ بے خوشی  
 اور دیگر کس کاموں کی طرف مائل ہو گیا۔  
 بہ معاشوں کی ٹولی جو اکثر ایسے بہ بخت نوجوان  
 کی تک میں لگی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ شامل ہو گئی  
 برکھروں کی جماعت نے اس کی رہی رہی کی کہ  
 پورا کر دیا۔ اس پر کیا تھوڑے دن رات لکھو۔  
 اڑنے سے تک و تک کی بھائیں گرم  
 ہوئے لگیں یہاں تک کہ ظاہر کی حیاش کھچا  
 اب گھر گھوڑا و جگہ جگہ ہونے لگا والدین نے اس  
 کی حیا شائے باتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تیرے کمر  
 سر پر کی بستہ بھی بدل دی مکن ہوئے اس کی  
 شادی کر دی جائے۔ چنانچہ اس تجویز کو مانا گیا  
 پھانے کے لئے انہوں نے بشتہ و ناطہ کے لئے  
 ادھر ادھر بات چیت کرنی ہی شروع کر دی  
 چکر دیا اس ایسے عریض ہمسائوں کی کمی تھی  
 جو دولت و ثروت کے لالچ میں چھسکر پڑا  
 بھیس شہرہ نفس اور بگاڑ شخص کو کہنی پٹی  
 دینا پسند نہ کرتے، چنانچہ کئی ایک گھوڑوں سے  
 پیٹنات شادی آئے شروع ہو گئے۔ اور کئی  
 دنوں تک یہی سلسلہ گفت و شنید جاری رہا  
 شادی کے بعد تہہ پیٹنات میں سے

وہک پیغام اسے اپنے چچا کے پاس بھیج دیا  
جو چکا تھا۔ طاہر کے والدین نے تمام حالات پر  
غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ طاہر کی شادی  
اس کے چچا کی لڑکی کے ساتھ ہی کی جائے۔ یہ  
لڑکی جس کا نام عابدہ تھا۔ نہایت ہی شریفہ  
پاکہ من، سیدھے شعار، اور صومہ و صلہ کی  
پابند تھی، خوبصورتی اور رعنائی بھی قدرت  
نے اسے دوسری عورتوں سے جڑھ پڑھ کر  
عطا کی ہوئی تھی۔ جس قدر ماں باپ کی فرمائش  
یہ دختر نیک اندہ تھی، شاید ہی کسی خوش قسمت  
والدین کو ایسی فرزند اور بیٹی نصیب ہو۔  
جب تک اس کی والدہ خواہاں سے کھانے کو نہ  
دیتی، تب تک یہ یاغوت لڑکی چپ چاپ بیٹھی  
رہتی، اور کبھی جس مانگنے کی جرات نہ کرتی لیکن  
کاؤگور جبکہ اس کا چھوٹا بھائی اسی نمٹک  
دھڑل میں مبتلا ہو گیا۔ کہہ سکتے تھے چھوٹے بڑے  
اس کی تیار داری میں مصروف تھے عابدہ  
بھی کئی دن کی طرف سے رات بھائی کی خدمت  
میں رہتی، اسے خوب دانت بہ، اولیٰ و فیہ  
پڑتی، تکلیفوں کو سن لیا میں اس کی  
دلہ کو اس کا بھی مطلق خیال نہ ہا کہ وہ  
عابدہ سے یہ بات بھی دریافت کر لے کر آیا وہ  
کھانا بھی کھانے کی بات نہیں، اور یہ کہ نہ چکے۔  
تیسرے دن جب عابدہ کے بھائی کو تکلیف سے  
فرمان نصیب ہوا۔ تو اس نے پرچہ لکھ لیا

دو بچے کو آئے ہیں تم نے بھی تنگ کھانا بھی کھانا  
ہے یا نہیں اس سہل کھانا اب میں یہ فرشتہ  
خصلت لڑکی اس سے ادب عرض کرنے لگی  
کہاں جان بھلا بھ سے یہ بات کہہ گواہا ہستی  
تھی کہ میرا بھائی تو تکلیف کی وجہ سے مایہ  
آپ کی طرح تڑپے اور آپ مضطرب و پریشان  
ہوں، اور ایسے پروردگار وقت میں میں اپنے تندر  
شکم کو پرکروں۔

ماں (جی، اگے کے عالم میں) تو کیا تم نے تین دن  
سے کھانا بھی نہیں کھایا؟

عابدہ (جی، اے، اے) جی انہیں  
یہ الفاظ سنتے ہی اس کا دل فوراً محبت سے  
تلاشاً۔ اسے اپنی لطفات پر اس نے فوراً  
باد بھی خانے سے ہا کر اس کے لئے کھانا لائی  
اور نہایت محبت و پیار کے ساتھ اسے کھلایا  
اب آئیے بات و صلہ ہو کہ عابدہ جیسی  
ذشتہ خصلت اور نیک یہ تہستی کا پاپ  
طاہر بھیجتا، اور مدد دے اور پہلی شخص کے  
ساتھ کیا جاتا ہے جو اس چاند جیسی تھی کہ لڑ  
یقیناً نہیں ہے، اس نے والدین سے اس کے  
ساتھ کھانے محبت کرنے کے غم کیا۔ اور ایک  
بہا علم کہ کہ نہیں، اس نے اسے اور اس کے گم  
کے سامنے براہ وہ جو ناچنے لگا۔

افرض تابع، تھوڑے چھوٹے کے بعد دونوں  
کی شادی و صومہ و صلہ کے ساتھ کر دی گئی۔

طاہر کے والدین نے دل کھولا تو کون کھولیں  
کھلائیں۔ رات و رات کی غلطیوں سے تنہا  
جب شادی کو میں پہنچیں، روز کا حصہ ہو گیا  
تو غریب عابدہ نے طاہر کی حرکات و سکنات  
کو دیکھ کر یہ معلوم کر لیا کہ ایسے آوارہ گرد  
شخص کے ساتھ اس کا کسی حالت میں بھی  
گزارہ نہیں ہو سکتا، باوجود اس خیال کے  
اُس نے اپنے دل میں اس بات کا محترم اہم  
کر لیا۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے لیکن میں  
طاہر کو کبھی جس کسی شکایت کا مرتد نہیں  
دوں گی، اور بہ یہ بیٹن سے ہی کوئی  
بات نہ ہوگی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ مجھے  
خواہ مخواہ کی تکلیف اور اذیت پہنچائے لیکن  
اُس کا یہ خیال غلط تھا۔ طاہر جیسے گنہ گار  
اور بڑا دل مزاج ہے۔ یہ تو جہ کہنی کہ وہ اس  
کے ساتھ شریعتاً نہ رہا تو کرے گا۔ ایک خیال  
ہی خیال تھا۔

ایک دن جبکہ عابدہ اپنے کمرہ میں بیٹھی  
قرآن مجید کا مطالعہ کر رہی تھی کہ طاہر نہایت  
تیز رفتاری کے ساتھ کمرہ میں آیا اور کہنے لگا کہ  
ایک دوست کو اس وقت پرچوں کی خدمت  
ہے اس لئے پناہ زور پر کچھ عرصہ کے لئے بھلیڈ  
چند روز کے بعد یہ زیور تہیں بروں کا توں  
واپس کر دیا جائے گا۔ عابدہ نے اس وقت  
زیور کا مطالعہ نہ کیا تو اُس کے دل کو سخت

تھیں مٹی۔ اور نہایت بے بسی کے انداز میں  
جواب دیا کہ میرے سر کے تانے پانے اور تو کیا  
کچھ تمہارا ہی ملے، اوقات ہے یہ عائد ہے  
اگر جہن کی بھی نہ اورت ہے تو اسے بھی میں  
اسی وقت آپ کے قدموں پر نشان کر دے کے  
لے تیار ہوں۔ لیکن براے خدا اس بات کو  
ذہن نشین کر لیں کہ جو وہ نہ سنیں گے کھانے  
والے تو بہت دل جہت میں لیکن وقت بہت  
کا کوئی درست شاہ نہیں ملتا، ابھی اس  
نیک خاتون نے اپنے ان اللہ کا کون سا بھی نہیں  
ایا تھا کہ طاہر ہوش غصہ میں بڑک اٹھا  
ایک دم آگ بگولہ ہو گیا، اور اسے نہایت غصہ اور  
تہذیب و شرافت سے مگری ہوئی گھیل گھنی  
شرع کر دیں، اور اُس جسٹہ شہخت کو ہوش کی  
غصہ کر لگا کر، اور گھٹ کر یہ حکم دیا کہ اگر تو نہ ہی  
خود زبان دمازی کرتی ہے تو اسی وقت اپنے  
کھائی جا۔ مجھے تمہیں سی منیل اور کینسیری کی  
ہرگز کوئی پرواہ نہیں اور میں آج سے مجھے اپنے  
گھر میں دیکھنا نہیں چاہتا۔

اس وحشیانہ سلوک نے بیچارہ عابدہ کے  
دل کو پاش پاش کر دیا۔ اپنی بھوتی ہوئی قسمت  
اور اپنے والدین کے فعل خرد پر رونا کرنا  
بہاڑے لگی۔ کہ انہوں نے دیدہ دانستہ بچہ ایک  
ایسے جوہر کے حوالہ کر دیا ہے جو کسی طرح بھی  
انسان ہونے کا مستحق نہیں، بسوں میں اپنی

زندگی کے باقی ماندہ ایام گزار دوں نہیں چکس  
 طرح گزاروں۔ اپنی خیالات میں مگرتی پڑتی  
 اٹھی۔ لیکن نامک پر چوٹ آئے سبب  
 سے کھڑی نہ ہو سکی۔ آخر بصدھ شکل اس خدا  
 کی بندہ بننے طلبہ کی نماز ادا کی اور دعا کا نیند  
 میں بنائیت شروع جنسوع کے ساتھ یہ دعا  
 مانگی کہ اے زخمی دلوں کی دوا کو سننے والے  
 درمغلوں کو ظاموں کے نیچے سے نجات  
 لانے والے خدا یا تو یہ کہ صراط پر تہذیب  
 پہننے کی توفیق دے۔ نہ مجھے ذات و برائی  
 سے چائے کے لئے اپنی آغوش رحمت میں نہ  
 مدبہ و تکلیفوں کے دن اور صمیمیتوں  
 کی دھیس صبر و استقامت کے ماندہ کافی ملی  
 گئی۔ بہ لحاظ یہ گھر ہی اس کی پریتانیوں  
 میں بکائے کی واقف ہوئے۔ خدا نے ہی ہوتا  
 چلو گیا ظاہر کی ناشائستہ برکات سے اس  
 کے والدین کا دل بھی کسی کے ہونے سے محفوظ  
 رہ سکا۔ چنانچہ اس مالا حق بیٹے نے پشیمین  
 والدین کو چھوڑ پھاڑ کر ایک علیحدہ مکان کو  
 پہنچا لیا۔ اور غلام عابد کو خداوند تہذیب  
 سے اس قید تنہائی میں قاربہ کر دیا اور خود  
 نہ ہر معمول یا معاشوں اور غفلتوں کے  
 ساتھ اور وہ پہلے ناشر و کار یا چھ چھ سات  
 سات دن گزار رہے تھے۔ نہ بھولے سے بھی  
 گھر آئے کا نام نہ لیتا۔ اور بیچاری عابد تکلیف

بھی کوئی بھی کھانے پکانے کے لئے نہ بھیجتا۔ ہم  
 دن بھر کی بیسی ہوئی اس کی لاگتی «شاہد»  
 ماما سے پیسے دو پیسے کے چھینے ملنا کر کھاتی اور  
 خدا کا شکر بجا کر سوجاتی غلوں کی سپر افرا  
 عیہ سو کہہ کر کھانا ہو گئی لیکن صبر و ذہن  
 اس کی فیرت و حیرت پر کہ نہ تو کسی کے ساتھ  
 دست سوال ہی دراز کرنا گوارا کرتی ہے  
 اور نہ ہی کسی کے سامنے اپنے خداوند کی شکوہ  
 نکالتی تھی اب کہہ مٹی ہے

مات کا وقت تھا بال سن رہا تھا  
 اہل کچھ نہ کچھ کر رہا تھا پھیلا رہی تھی تین  
 تنہا گھر کے کونے میں بیسی ہوئی ہنسی پر تھی  
 پھر گریہ زاری کر رہی تھی «اسی شانیں میں  
 جلا دھام آیا اور بنائیت کر دت آواز میں نہ لگ  
 معصوم عابدہ سے دریافت کرنے لگا کس آج  
 میرے لئے کیا کھانا پکایا ہے؟ غلام عابد کہہ لیا  
 بیوی بخواب دیا کہ غصہ اور افسوس نہ ہو کہ  
 کی وجہ سے تین کچھ بھی نہیں تیار کیا جا سکا  
 بس اس جو ب کا خدا تعالیٰ عابد کی گھبراہٹ  
 سے شے کھانے کے صحت زمین سے پتھر اٹھایا  
 اور اس زلزلہ کے ساتھ عابدہ کے۔ یہ میسکیا  
 کہ اس غلوں کی ماری نے سننے کی غفلتوں  
 بنا کر «عابد» کو «خاتون» اور غلوں کی بہت  
 سنا «عابد» کی کی مہبت پہنچ رہی تھی  
 بڑی مٹی قوی فوش تھا آری زمین پر جا پڑی تھا

جو کشادی کے روزے ہی اس کے پاس کام کرتی تھی اور جو بیچ معنوں میں اس کے کچھ اور کی معاون تھی وہ اس شور و غوغا کی وجہ دریافت کرنے کے لئے جھٹ کوٹے پر چڑھ آئی کیا دیکھتی ہے کہ عابدہ زمین پر بیہوش چاروں شاخے پت پڑی ہے اور پانی ٹا کر عابدہ کے منہ میں ڈالا اور اس کے پاؤں دھانے شروع کئے۔ کچھ عرصے کے بعد اسے ہوش آیا شکر بجالا کر اٹھ بیٹھی اسی دور میں باپ سے اس کا والد بھی اس کی خبر پڑی کے لئے آدھل ہوا۔ عابدہ کی حالت پریشان ہو دیکھ کر اٹھنے پر چھا کہ عابدہ تو نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے خیر تو ہے عابدہ کے اپنے دل کو مضبوط کر کے یہ برا بھلا کیا کیا قبلہ کو لی بات نہیں میں ابھی ابھی اور پت بیچے آ رہی تھی کہ یہ دھمی پڑے پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے میں گر پڑی اور سر پر بوٹ بھی آئی ہے۔

یہ غلط واقعہ اُس نے اپنے والد سے محض اس لئے کہا کہ اس نیک بخت رو کی یہ معلوم تھا کہ اس نے اپنی تمام عذاب اسی شخص کے

ساتھ بسر کرتی ہے اگر اس نے اس کی شکوہ و شکایت کی تو معاملہ بگڑ جائیگا۔ اپنے پرانے باتیں بنائیں گے اور زیادہ تر یہ اپنے جھکے ہی پر۔ اگر نہ پتا ہوتا تھی بس کا وہ خدا کے سامنے اقرا کر بیٹھی تھی اور خود تکلیفیں برداشت کر لیتی لیکن عابدہ کو کبھی بھی شکرت کا موقع نہ دیا۔ چار سال کا علیل عابدہ اس عجیبہ شرف نے نہایت تلی اور رعیتوں میں ہی گزار دیا۔ یہ نئی عید بت اور تکلیف پر نہ کاشمیر بھائی اور اپنی حاکمیت نے ہونے کی مائیں کئی بنی رہ گئیں یا میں عابدہ نے ایک بازاری عورت سے بیٹہ لفت کا نندہ کر کے اپنے سر میں غول کر لیا معلوم عابدہ سے یہ سوکن کا بڈ پنے دیکھا گیا اور اس نے ہر تھیکے مجھے ہی یہ ایک امر چاہی ہوئی عابدہ کو اتنی توفیق بھی نہ ہوئی کہ یہ کئی لڑکیاں یا بچے کو بہا کر اس کا باقاعدہ علاج ہی کر دیا دو تین ماہ بیمار رہ کر یہ خدا کی بندی عابدہ کے نامہ اعمال میں نہ بننے والے لنگاہ کا داغ لگا کر ہمیشہ کے لئے نصرت ہوئی (فرحت)

## ضروری گذارش

مہربانی فرما کر اس بات کو نوٹ کریں کہ معاہدہ بت کرتے وقت مہربانی کا حوالہ دینا کا نتیجہ ہم ہمیں ہے۔

ایجنڈا

# رسالہ اتحاد نسوان کی مقبولیت

یہ ایک خاصہ اہمیت کا حامل ہے۔ جس سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی حالت اور اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس  
 مقبول عام نیا پتہ ہیں جس سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی حالت اور اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس  
 مقبول عام نیا پتہ ہیں جس سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی حالت اور اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس

ایں میں نے سوچا کہ اس کی مدد سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس  
 مقبول عام نیا پتہ ہیں جس سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی حالت اور اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس  
 مقبول عام نیا پتہ ہیں جس سے ہر عورت کو علم ہو کہ اس کی حالت اور اس کی  
 بستیوں کی حالت میں وہ کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر تھوڑی سی بات حاصل یہ کہ اس

خونان اتکا داخل کے ہم سے بھی کر دیجئے  
جس میں اتکا دی بنوں کے مکتوب شائع  
ہوا کہیں :

مختصرہ۔ بھکنا بت جناب شیخ محمد یحییٰ  
صاحب مجھے یہ وجہ اول

اور ذرا سال اتکا نسواں (میں کا حصہ  
سے انتظار تھا) دی اپنی وصول ہوا۔ جسے  
اسی وقت واکہ ادیک جا کر پڑھا گیا۔ رسالہ کے  
ابتدائی دو میں برامات ہے جس سے توقع  
ہنے کسان کی نوییوں میں روز افزوں ہونے  
ہوگا اس کا۔ حقیقی انشا، ایشہ شاہ، جو کما  
اور یہ ذقہ نسواں کے لئے بہت مفید ثابت ہو  
نیز مرثیہ نواب زامی خلیفہ ملک بن من بگستا۔

۔۔۔ اس پنپیا یا آوری قشلاق  
میں نے رسالہ نو طالع کباب ایشہ یہ ایک بہترین  
رسالہ ہے آپ یہ نام بخوشی جاری کریں  
مختصرہ بطلنا ایشہ صاحبہ کچھ قصیدہ  
اقبال نسواں پنپیا ان کے دیکھنے سے یہ  
بات تو معلوم ہوئی کہ عالم نسواں میں ترقی کی  
تھمکی ہو رہی ہے اس بات کے معلوم  
ہوئے ہیں کہ استانی عورتوں کو خوش ہونا  
چاہیئے :

مختصرہ مس ملک انصار عابد صاحبہ فضلہ  
رسالہ اقبال نسواں کو کچھ بہت خوشی ہوئی  
آپ جس کی کھوس کرتے ہوئے ایک چٹھا

کا اجرا کارکنان رسالہ کی ہمت اور خصوص  
قالب ہائین شہوتہ نہیں آپ کو اس ہمت  
مردانہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور درخواست  
کرتا ہوں کہ متی الاکان زیارات اپنی سے  
اس کو پائیں۔ مسلمانین کے انتخاب میں ٹائی  
اور اسلامی روایات کو ملاحظہ رکھیں آخر میں  
پھر شکر یہ اور مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

مختصرہ مرثیہ سبہ تصدیق شیکین پیل  
رسالہ اقبال نسواں کا بعد میں تمام  
گوشہ آئین کو طالعہ اور اعلیٰ اخلاقی  
کا حکم یہ خدا آپ کی ہمت اور ارادہ میں  
یکتہ ہے یہ ۔۔۔ کو یہ عزیز اور  
ایچہ۔ پناہ میں کوئی دقیقہ اٹھا۔ رکھا  
جائے گا اے آپ کا یہ خدا ماحول  
پہلوان پر ہے خوشی کی بات ہے کہ ہر  
تہارت کی طعن معانات نیچگی، ہو رہا پہلو  
ماننے کی کوشش کر رہا ہے اللہم زدود  
مختصرہ مس اخلاق حاجہ صاحبہ فضلہ میرٹھ  
بناس کار رسالہ اقبال نسواں پنپیا میں

س کو پسند کرتی ہوں واقعی اتکا نسواں  
عاجہ کی باطنی نوییوں کے لحاظ سے ایک اچھا  
رسالہ ہے اور آئندہ کے لئے بہت کچھ امید افزا  
ہے لیکن اس کا نہ کچھ جھانبنیں امید کی  
جاتی ہے کہ تب اس کی کو چرا کرے گی کوشش  
نمائیں لے دوسرے اس میں ایک مستقل









پہلوں کی اصلاح و احسان کے لئے آواز دے دیا۔ جو باریں بس اسی میں دین و دنیا کی خواہش

راز مضبوط۔

میں

قدتہ می کیا بیان ہوا ۱۵۱۵ء تک تیس  
تو ان دہلیوں کی حسرتوں کا خون ہے  
جب بھل کر تو گرا بنے لگا دیش بریں  
ہائے وہ مگر نے نہ دیتے تھے جو جھکناک پر  
تو نہ تھوہ یکسی کا آہ ۱۵۱۵ء تک تیس

و انہ برات کہ قوافی نبرد اب از

کشتی ۱۵۱۵ء کا راتی شدہ درجہ غم

تہذیبات میں پڑا ہوا پتہ ۱۵۱۵ء  
تہذیبات میں پڑا ہوا پتہ ۱۵۱۵ء

لڑنے کی انیاں کیا یہ نہال نشتہاں

نقہ مابین ہے یہ بھلائی میں قلعہ نہیں (تہذیب)

## بندر کی وفاداری

تھے اور بندہ ۱۵۱۵ء پشیمانی گنپاش گولی  
رکان تھا

### بندر کی شہادت

بندر کی شہادت کے حالات میں طرح غول  
ہوں میں ایک بندہ دارہ داری راجہ کی کاشت  
کے باغوں میں ۲۲۰۰۰ کو تاشد کھڑے  
رائی کے لئے خریدیا گیا اس وقت مذکور  
کے پس ملا شیش ۱۵۱۵ء تھے تاشد کرتے

نیاس میں ایک مقدمہ کی مسابہات  
پہلے صدر ہوا جو اپنی وفایت کے قاف  
سے پہلا مقدمہ ہونے کے علاوہ عجیب و غریب  
ہے اس مقدمہ میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ  
ایک بندہ بھلا بھلا وعدہ اللہ میں پیش ہوا ہے  
۱۵۱۵ء میں راجہ بندہ ہی کی ہوشیاری کے لئے  
۱۵۱۵ء میں راجہ ہی کی ہوشیاری کے لئے  
۱۵۱۵ء میں راجہ ہی کی ہوشیاری کے لئے

ہونے والی کوششیں ہوشیاری کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ ہرگز کسی طرح معلوم ہو گیا کہ ہمارے پاس ہل ہے چنانچہ مزدوروں نے اپنی جھونپڑیوں میں مٹا کر کھانے کی دعوت دی۔ ہماری وہاں ٹھیکہ دار ہمارے کانٹے والی ہیکل مزدوروں کے کمال میں پہلے ہی ذوق لگ گیا تھا۔ ہماری کمزوری نے بنائیت پر بھی مے قتل کر دیا۔ اور ہم کو پر قبضہ کر کے دہلی جھونپڑیوں سے تھوڑی دور فاصلے پر ہمارے ہی لاش کو دفن کر دیا۔ بندران نام واقعات کو ایک مختار باب ۱۰۱۔ سب سے پہلے مزدوروں کی جھونپڑیوں سے نکل گیا اور ایک پر جا بیٹھا۔ اسی سے بیٹھے ہتھیار تھوڑے ہی یہ گندی تھی کہ ایک گھریزہ آئے۔ انیسویں پر سو اس سال سے گھریزہ بندہ نے جھٹ آگے بڑھ کر گھریزہ آگے پاؤں پکڑ لیے۔ افسر تو بندہ کی س حرکت سے خوفزدہ ہو گیا اور بندہ کو ہانکے کی غرض سے ایک چھڑی دسیہ کر دی مگر بندہ وہاں سے نہ ہلے۔ وہ باوجود چھڑی کھانے کے گھریزہ کے پاؤں ہلکے گیا اور ہاتھ سے کچھ اشارہ بھی کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ افسر کے کوٹ کو پکڑ کر مزدوروں کی جھونپڑیوں کی طرف گھبراہٹ سے نکلے۔ دل میں کچھ بہہ پیدا ہوا۔ خوار افسر نے بندہ سے کہا کہ میں چلتا ہوں۔ بندہ نے گھریزہ لگایا۔

چھوڑ دیا۔ اور ٹھیکہ دار اسی جگہ جہاں ہماری لاش دفن تھی افسر کو لاکھ اکھ اور مٹی بکھاتا لگا۔ اور ساتھ ہی اشارہ کر کے انگریز کو بھاگنے کی کوشش کرنے لگا۔ بندہ کے اصل مقصد کو کسی قدر بھگدڑ پولیس کو بلا دیا گیا پولیس نے موقع پر پہنچ کر بندہ کی مدد سے دفن شدہ لاش کو باہر نکالا اس کے بعد انگریز افسر خود پولیس کو ساتھ لے کر مزدوروں کی جھونپڑیوں میں گیا۔

پولیس نے جھونپڑیوں سے نام زد اور سر راست میں لے لیا۔ اور سب ایک دہلی میں کھڑا کر دیا۔ چوتھی دہلی میں ان مزدوروں پر پڑی ہر رات تھی۔ دہلی میں پھینکا اور بھگدڑ لگا۔ اور جب ہتھک پولیس نے دہلی سے تھوڑے فاصلے پر دہلی لے کر لیا۔ دہلی میں ان کے کھانے اور اس کا خصلہ کم نہ ہو۔

پولیس نے ان کو تھوڑے فاصلے پر لے کر لیا۔ دہلی میں پھینکا اور بھگدڑ لگا۔ اور جب ہتھک پولیس نے دہلی سے تھوڑے فاصلے پر دہلی لے کر لیا۔ دہلی میں ان کے کھانے اور اس کا خصلہ کم نہ ہو۔

پولیس نے ان کو تھوڑے فاصلے پر لے کر لیا۔ دہلی میں پھینکا اور بھگدڑ لگا۔ اور جب ہتھک پولیس نے دہلی سے تھوڑے فاصلے پر دہلی لے کر لیا۔ دہلی میں ان کے کھانے اور اس کا خصلہ کم نہ ہو۔



فناک و خون میں لٹایا۔

آج زمین اسی عورت اور اہل اسی عورت  
کی ہے مجاہدانہ دلازدستیوں کے قدموں کے نیچے  
چراگہ فخر نہ مٹنی ہے اور یہ بے کنڈیا ت  
سے پہلے ایک اور قیامت برپا ہو جائے اور جو کچھ  
انسان نے مذہب اخلاق عم سامعین پر جوہر اور  
تبرہ سے حاصل کیا ہے تو وہ فناک تہ سب کو مٹا دے گا

کہا جاتا ہے کہ حیات کے ہم مسائل طیلے  
میں ہوں۔ زمین اسی میں ہے کہ ہم عورت بننے کا  
کلیں اچھوڑ آئی آسمان کی سبیلی حیات سے نیچے  
ابھی ایک ہے جو اپنی مسرتوں آلودہ اور فتنہ  
اور ان کے ساتھ خدا کی زمین پر اپنے والدین  
اور غلاموں کے لئے آلودہ زمین کی بنی  
قبل اور وہ سب کچھ جو خداوند کے لئے ہیں تاکہ  
فرشتوں کے لئے اور وہی جنوں کی آہنی گزیریں ہیں  
چھین لاسکتی ہے اور ہمیں جو اس نے خدا کا نام  
ذات اور اس کی منت سے نیچے آئے ہوں تو ہم جنیں  
سب کچھ والا کہتی ہے !!!

میں نے بار بار غم کیا کہ آیتانہ وہیں تو رہا  
کے تہ جب فلاں نے اسے بڑا ڈنڈا دیا تو  
پانی نہ گریجا یا جا جا جو جب نہ بڑا سیاق میں  
ڈنڈا دیا تو اس نے سوئے نہ توں کو جو ہم کے چہ  
اسلمے سے کہہ کے حسنہ کے معنی ہے چھپایا

اشہم سحر بخشتی ہے اور نہ ہن کی میدان اسلم  
دیکھ لیتی ہے کہ عظمت و جبروت کا وہ نہ ہن  
ہیکل جس کو یوسفنا شغین کی مہبت سحرانے  
برتر مراکش اور ہسپانیہ کی زمینوں کے کھول  
مناظروں کے خون سے لالہ زار بنا کر میں کیا تھا  
اور جو پوری ذریعہ صحت کی تک ہم مغربی پورے  
کے لئے ذلت اور سزا کا پسند نہ کیا جس طرح  
چندوں میں مٹی کا کیک کھینچ کر دیا ؟

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْكِكِيْنَ  
اَلَيْسَ بِالْحَيٰثِ رَحْمٰنٌ

دوست انجمن کا آداب اقبال نصف ہند  
پر ہے زمین کے آسمانی حصہ پر صلہ ہر دستہ اقبال  
پر چڑھ رہا ہے بڑی بڑی جاہل قویں کتوں کی  
لڑنے ڈیل کر کے فناک نہ ات پر لڑائی جا رہی ہیں  
اور ہیشا، ذوقیہ یوہ کا ایک بڑا حصہ پاؤں  
میں ڈال رہا ہے کہ نہ تہ نہ پٹائی یا اقبال کو  
جا اقبال نے آقا صلی علیہ وسلم کے بے نقاب تہ  
کی بے نقاب لکھ سلطنت کے حاکم مہر میں  
ہمیں نہیں جو مٹی جنات کا زمانہ گئے اور  
جورفاد اور چترنگ کمال کو لاسکتی تھی بڑا  
سکتی تھی جنات کا ذات موسیق کے دیوتاوں  
کے آگے ایسی ٹھیک کہ پھر بھی مر رہا تھا کی اتنے  
میں شمال کی طرف سے بہنہ اور سبب یحییٰ  
سے سبب جنوں نے طرفان بلعداں  
کی اس نے نہت سلطنت کو ہمیشہ کے لے

جانباً ہو جب نقصان کے ناشتا ہی نہیں ہیں  
 نہیں اور ویسے اور آراء جیسے غلط فہم  
 حیات سے اڑانے جا رہے ہوں۔ جب سائنس  
 اور طبیات کے دانشمندان کائنات کی چیز  
 کا تجزیہ اور تنقید کیا جا رہا ہو اور پھر جس وقت  
 بڑے سے بڑے دارالعلوم و مکتب خانوں  
 کا رفاہوں انڈیوں اور بازاروں میں انسانی  
 اعضاء و اعضاء پر مرد و عورت کی بے میلی  
 کے لئے بھی کوئی نگہداشت کا سختی بنے ناگزیر  
 ہمیشہ ناکام رہا کائنات منطقیانہ قیود کے قید  
 تک ہی پہنچ سکوں۔ جس کے لئے آج طبقات  
 ایک خاص حصہ اور مردوں کی وہ جماعت  
 جو اسی تک حالات کے بہترین غائب ہے وہاں  
 نہیں جلی یا علم و تقابل سے کام لے رہی ہے بلکہ  
 ہے کہا جائیگا کہ زندگی کی کشمکش میں عورت کو  
 نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور وہ غائب ہی ہے  
 جس نے ہر دفعہ عورت کی بے نقاب جہالت پر  
 توجہ دے کر دکھائی اور اس کو نسل انسانی کی  
 سب سے قیمتی خدمت سے باز رکھا تو ہمیں  
 علم کہ کیا وہ مرد واریاں جو فطرت کے قانون  
 نے عورت کے نازک کندھوں پر ڈالی تھیں  
 پوری ہو چکی ہیں اور آج وہ اس طرح دیوانہ وار  
 ان اعمال و افعال کی انجام دہی کئے لئے لگے  
 برسرِ رہی ہے جو صوف مردوں اور مل مردوں  
 ہی کے زبردست ہاتھوں کو انجام دے سکتے ہیں؟

عورت کی دل کی گہرائیوں تک لکھ کر  
 ممکن بنا تو جاؤ اور دیکھ لو کہ وہ جس چیز کو  
 کائنات کی ہر چیز پر پرتوی دے رہی ہے  
 اس کی قوت جاؤ یہ ہی ہے اور یہی وہ ایک  
 چیز ہے جس کے ذریعے وہ دلوں کی دنیا پر  
 آج تک مسلط رہی تو کیا یہ جو سکتا ہے کہ وہ  
 اپنی اس سب سے زبردست حواس و حاکمات  
 کو اتنا کام کرنے کے بعد بھی قادرِ قدرت ہے  
 نہیں؟ انہیں بچہ نہ بچہ نہ بچہ نہ بچہ نہ  
 جو کچھ عرصہ ہو یورپ سے واپس آنے میں  
 بتلایا کہ یورپ بھر میں یونان ہی ایک ایسا  
 ملک ہے جہاں کی عورتیں نقاب کو دیکھ ہی  
 عندِ غصہ تھیں جس جیسے اپنی خوبصورتی کو  
 اور جو دلیل ان کے دعوے کو زیادہ مقبول  
 بنا رہی ہے یہی ہے کہ اگر ہم اپنے بہروں کو  
 بے نقاب کریں تو یہ بھی بت جلد اپنی  
 کشش کے مقناطیسی اثر سے ہر دم کر دیئے  
 جائیں کیونکہ نظارے کے لئے تڑپا سی نیت  
 سے بڑھتی جائے گی جھٹکہ کہ کسی حسین چیز  
 کو زیادہ چھپایا جائے ان کی یہ دلیل مؤثر  
 ہو یا غیر مؤثر مگر اتنا تو ضرور کہا جاسکتا ہے کہ  
 عالمِ محسوسات کی ہر چیز جو چاہے اپنی آفریں  
 میں کتنی ہی کیوں نہ دیدہ زیب ہو کثرتِ نظر  
 سے اپنی حقیقی جاذبیت کو کھو دیتی ہے سب  
 سے پہلے انسان کی سب سے اولین نگاہ

یورپ آج اپنی منزلی زندگی گذار رہی  
 پر فطرت اس کی وہ حقیقی خوشی جو  
 صرف اس کو عورت ہی مہکتی تھی اس  
 سے چھینی جا چکی ہے وہ مضطرب ہے کہ اس کو  
 بڑی بڑی قیمت دیکر بھی حاصل کرے اگر  
 وہ حاصل کر سکے اس کی تمام مہارت عزم  
 آہن ارادہ ہار دے ابھاپ اور برقی کے  
 پروں پر اڑ کر تمام دنیا میں ڈھنڈا آیا، مگر وہ  
 چیز جس کی تلاش میں وہ اس درہم قیر اور فنا  
 اور بیکار ہے اس کو نصیب نہ ہو سکی وہ دنیا  
 کی دنیا کو فتح کر چکا اپنے دماغی افق کو اتنی  
 بڑی کوسوں پر گھومنا کہ قوموں اور ملکوں کی تصویر  
 اپنے علمی اور ادبی کشفات سے زیر کر چکا  
 اور اس آسمان کے نیچے اس زمین کے اوپر چل رہا  
 کہ جو چکا پہاڑوں کو چہرے کا زمین کو گرد و غبار  
 بنا کر لایا چکا چہرے بے فضا کا بنایا تو اس کا  
 تک کے تارے توڑ دیا مگر نہ ہی تو وہی حقیقی  
 مسرت غنائی خوشی جس کو حدت کا نہ ہوتا  
 دل لپٹے حسین پہلو میں ہزاروں سال سے  
 پہچان ہونے تھا اس دیکھو اودھان بھائی؟  
 اس کو اس کی نظر لگا کسی کیوں وہ اس  
 سے کہہ کر دینا نہ دے وہ رتی اس کے لپٹا  
 اور اس کی کے لپٹا سدھ: بیکار ہیں مضطرب  
 میں ڈھنڈا نہیں دیتے نہیں تلاش کرتے  
 اس کا کام بتے برس ذلک حسرت کین

آج کتنا ہنسنا سارے لکھنؤ میں  
 پھول تبسم مسرہ آتشیں آسار لا زار  
 خیاباں چمن زریں پانی نور پاش شامیں  
 سب ہی کچھ دیکھا ہوگا مگر کیا کوئی جلا سکتا  
 کہ وہ لکھاؤں بھی وہی تھیں سن آج چمن  
 قلم غلام حسن کا بے تاب جلوہ روز دیکھتے  
 میں اور بہت کہ متاثر ہوتے ہیں بہت حرف  
 یہ سے رقت کی یہ بے نظیر صنایاں بھی  
 ہزاروں سالوں سے نقابی کی نذر ہو کر  
 رہیں۔ اور اب ہمارے لئے آفتاب مانتا  
 ہے یہاں ابتداء جو صورت پرندہ  
 اور صفت و صفات پانیوں پر قوس قزح  
 کے زریں کس لکھی ہم ہیں کہ ایک سور  
 شکران کو دے سکیں یہ بھی نفسیات کا  
 نامہ اصول ہے کہ بوبات اپنے تسمس اور  
 تو تیرے ذبیحے عام ہو جائے تو پھر یقیناً وہ  
 اپنی جاذبیت کو گم کر دیتی ہے۔ تو کیا یہ اصول  
 نسوانی حسن کی اسد ریزہ اندانی پر بھی اپنے  
 اثر سے محروم کر دیا جائیگا اور وہ حسن پر حجاب  
 کے دھڑ بھڑوں میں مستور ہے کس پر ہی  
 کے عالم میں ہی بھلا رہیگا وہ اس کا جواب خواہ  
 اور تجر بہ چکا ہے اور آج بھی دیا جا رہا ہے  
 کیونکہ قوانین فطرت آفتاب وہ تابناک  
 طرح اپنا ایک ہی راستہ رکتے ہیں اور پر ہی  
 بھی انسانی تہذیب کے آگے رٹھوئی نہیں ہوتی



یاد رکھو، اگر ملاقات روٹھ گیا تو پھر مٹا نہیں  
 ہاں سناؤ، ایک دفعہ نشست پر کچھ بہت کم آپ  
 لایا جاسکا ہے یہی ہے وہ مدارِ جرقوں کے  
 قصیدہ نوحہ و معاشقہ سیاست و مملکت کا تعمیر  
 کرتا ہے آرائش دیتا ہے اگر اس سے بے اعتنائی  
 بدلتی تو پھر یہ چلو جائیگا اور جانتے ہو پھر کیا  
 ہنگامہ بستیاں اجڑ جائیں گی آبادیاں ویران  
 ہو جائیں گی اور تہا دی قوتیں اور ارضی طاقتیں  
 محض بیکہ ہوں گی کس کو ہاں اسکو ہر جا چکا  
 ہے واپس بلا سکیں ایک دفعہ پھر بلا سکیں  
 میں تم سے کہتا ہوں کہ دنیا کی تمام سر زمینیں  
 کامنائیاں اگر تم سے چھینی جا چکی ہیں تو تم سے  
 کچھ بھی چھینا نہیں جائے اگر افلاق ہے اسکا گھر بھی  
 چھن گیا تو پھر چھو کہ تمہاری مداح تم چھین  
 لی گئی اب زندگی کی توقع زندگی سے کی تمہارے  
 کیا ہے؟ چند نقش ہیں جو چلتے ہوئے پانی  
 کی سطح پر ہوا کی نرم و نازک لہروں کے صحن  
 اس میں پیدا کر اپنے پس کر کوئی بھی ہی موت  
 اٹھے، رن کی زندگی کے صفحہ کو صاف کرتی جلتا

مجھے اب آخر میں اپنی محرم بہنوں سے  
 صرف ایک ہی بات کہنا ہے، اور وہ یہ ہے کہ وہ  
 اگر کسی زیرِ ستم مظلوم سے متاثر ہو کر کسی ماضی  
 اور زیرِ ستم نام و نمود کی تائید میں وہ بے ہوش  
 اختیار نہ بنیں گی، جو مغربیت کی آفرینا ہے

تو یقین مانیں کہ وہ اپنی اخلاقی اور معاشقہ  
 عظمت کو نقصان پہنچائے بغیر دیا نہیں  
 کر سکتیں، مصلحتِ معلوم کے ذریعہ کاٹنا ہے  
 آج بھی ہمارے سامنے ہیں جو نہیں بڑے بڑے جیسے  
 مصالح اور غرضی شعارِ اسلامی کو کسی بھی مادہ سے  
 نہ دیتے ہوئے وہ وہ کاٹنا نہیں ہاں ہمارے آج  
 یورپ کی قوتیں باوجود سببہ ادا خانے بھلے اور  
 بلا خانیوں کے کھن کی گرگاہ کو نہ پہنچ سکیں ہیں  
 وہ واقعہ بھی تک جھوٹا نہیں جب ابنِ زبیر کے  
 مخطیہ کے محاسبہ کے تحت زبیر کے بیٹوں سے تنگ کر  
 اپنی والدہ سے شہرت فرمائے مطلق کر کے محاصرہ  
 ترک کر دیا جائے اور دشمنوں کی شاہنشاہی طاقت  
 تو سنو وہ پہلے نشینِ قوت کیا جو بدلتی ہو ابنِ زبیر  
 قوتِ سنی پر تھا، آج ہمارے آج بھی اسی غلطی  
 ہیں چنانچہ کہنگ سے بھاگ دینا بہت تیز میں کامیاب  
 عصابِ معصیت یہی مسئلہ ہوا ایک سال کے لئے یہاں  
 نہیں آگیا آج بھی طاقت کر چاہتے ہو تو بلاؤ قوت  
 سدھو، نہ ان کی خواہش میں تمہارے پاس  
 کیا ہے جو صرف تمہارے کہنے سے اور تمہارے اہل  
 کو سچ سمجھتے ہو، شہید ہو چکے ہیں بجا و تلواریں  
 کے سایہ میں بہت ہے میں تمہاری محنت کسی  
 ایک اصول کی حیثیت کے ہوئے زیادہ پسند  
 کرتی ہوں سرِ زندگی کے مقابل میں جو کہ تم  
 پہ سب کو بھڑکائیے کہ کیا اس سے بہتر  
 یہی قوت ہے اور اس سے مضبوط تر اصول

یہ نیکو گئے پیدا کیا ہوا سلام علیہ اسکی تعلیم  
اسی کامیاب ہو کر مکمل ہوا ہے اور پیشہ رہے گا

زندگی اور اس کے برابر جی جرات دلیہ کی  
کسی عورت میں ہو سکتی ہے یا یہ جذبہ جرات

## شوق تعلیم

(از محمد حسن اصفیہ کا مام)

ہے پردہ ہیں اسے غور سے مگر ہمارے جائز  
حقائق ہیں دو ہادی خدا و رسول کی دی  
ہوئی آزادی ہم سے نہ روکوا اور کھینچو ہم سے  
ہر پردہ میں ہی بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں اگر آپ  
سیکھیں دیں جو بہت کچھ پیدا کر سکتی ہیں اگر آپ  
جانتے ہیں اپنے ملک کی تباہی کا باعث آپ  
خود میں طوئیں جن کے اوپر آپ کھڑے ہیں  
پادشہ و تربیت کا انحصار ہے آپ انہیں اہل  
ہاہل بنے ہوئے نہ تاراش رکھتے ہیں ایسی حالت  
میں وہ بچوں کو کیا تینہ سیکھا سکتی ہیں اور کیا  
مردہ بیت اسے سکتی ہیں جبکہ وہ خود ہی  
جاہل اطفال ہیں جس کی دماغی ہی بچہ کی تربیت  
و تعمیر دماغ ہو جاتی ہے انہیں علم ہر جگہ  
نہ ہلے تو وہ اپنے بچوں کو کیا تعلیم دے سکتی  
ہے جب انسان کی حالتیں واضح ہو جائیں  
تو تربیت و تعلیم کوئی اتنے نہیں کر سکتی جتنا  
حک کی طوئیں کی جہالت وہ سیکھ سکتی ہیں  
عورتوں پر نہیں ہوں پہلے تو ان کو تعلیم

بعض مرد ہندوستان کی عورتوں کی  
بد تہذیبی و عدم سائنس کی شکایت کرتے  
نظر آتے ہیں میں یہ نہیں مانتی کہ ان کی  
شکایت غلط ہے ظاہر ہے کہ یہی عورتیں  
جن تک تعلیم جدید کی روشنی میں تہی بہت  
بڑی تعداد میں موجود ہیں میں میں اپنے  
مذہب بھائیوں سے معافی یا بت ہونے یہ کہنے  
کی جرات کرتی ہوں یہ ہر کی عقل کھولنے  
ہمارے ذہن کنہ کر رہیں یہ بد سیدہ بامے  
کا ذریعہ بھی آپ ہی ہیں مگر دروازہ چہ نہ  
روایا گیا علم دنیا دیکھتے ہیں سے ہائے معدیت  
دستی ہوتے دماغ روشن ہوتا، امن ہے ہوتا  
است ہوتا، نسائی ہے، ایہی ہوتی، اپنے ذہن  
لے سوائے حواس قدرت و درخت معلوم کرتے۔  
یہی ہوسے واسطے میوہ بھگیا، صرف آپ  
صاحبان کی عزت و مہربانی ہر لوگوں کی زندگی  
کا ذریعہ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں پردہ سے آزاد  
کرد نہیں نہیں پردہ ہماری عفت و عصمت

دیتے ہیں مگر لڑکیوں کی تعلیم کی کوئی پروا نہ  
 نہیں کرتے نیز اس طلب یہ نہیں کہ لڑکیوں کو  
 بھی اسکول میں ہی تعلیم دلانی جائے نہیں بلکہ  
 وہ گھر پر ہی کالی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں انشائیہ  
 انہیں تھوڑی سی آزادی دی جائے وہ گھر  
 پر ہی مگر سب کچھ سیکھ سکتی ہیں اور زمانہ بچپن  
 کر سکتی ہیں کہ ایک لڑکی گھر کی تعلیم پر کیا فوجہ  
 نہیں کر سکتی تعلیم اسکول پر ہی منحصر نہیں ہے  
 ہمیں اس سے یہی نہیں یہ سمجھیں کہ  
 اسکول کی تعلیم کی مخالف ہوں بلکہ میں تو ان  
 لوگوں کو کہتی ہوں جو اپنی لڑکیوں کو اسکول  
 بھیجنا تو پسند نہیں کرتے اور جاہل و بے مسلم  
 رکھتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ لڑکی بچپن سے ہی  
 لڑکے سے زیادہ ذہین و عقل مند ہوتی ہے  
 اس پر تعلیم و ترقی سی آزادی سے بڑھ کر  
 کام آتی ہے۔

مگر موجودہ زمانہ میں ایسے گھرانے بہت کم  
 پائے جاتے ہیں جہاں لڑکیوں کی تعلیم پر  
 خیال نہ کی جاتی ہو پھر بھی بہت جلدی تعداد میں  
 لڑکیوں کی تعلیم کے مخالف بھی موجود ہیں۔

انہی میں سے اپنے معزز بھائیوں سے  
 معافی کی خواہش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ  
 بھائی یہی اس صاف گوئی کو معاف  
 کریں گے۔

## شکریہ

اس ندم میں لڑکیوں کی تعداد نہ ہوا کہ ان کی تعلیم کی ایک نئی اور شکیبہ خدمت قوم کیوں نہ آئے۔ میں سے کسی  
 ایک کے اس میں سے اتنے کوئی نہ کوئی ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔  
 جس کے اس میں سے اتنے کوئی نہ کوئی ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔  
 چہ کہ خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔  
 ایڈیٹر کو شکریہ کہ وہ اپنی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔  
 فدا کر دیا۔ ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔ نہ یہ نہ تو ان کی خدمت نہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی بننا ب حضرت سید عباس علی شاہ صاحب کچھو کچھ، اور جناب ڈاکٹر محمد موسیٰ خاں  
 صاحب میٹرک فائز ترف جتھے کے بھی بے حد شکریہ ہیں جنہوں نے اس حوالہ پر کوشش فرمائی کہ بے کئی ایک  
 خیر اور برکت میں ہدیٰ ملے کہ اللہ تعالیٰ ان مجلس بھائیوں کو ایسے سلامت رکھے اور انہیں اس کا خیر و برکت فرمادے۔

ضروری نوٹ :- تمام مضامین ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک پہنچ جانے چاہئیں تاکہ رسالہ شکر وقت پر  
 شائع کیا جاسکے (میں بند)

# شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدنی علیہ الرحمۃ

یہی ہستی ہے جہاں میں مظلومیت خدا  
 آویزا تو نے زمانے کو حقیقتِ آشنی  
 تو نے چمکایا ہے وہ آئینہ صدقِ مٹنا  
 جلوہ تو نے جس میں کل اے کا  
 روشنی آنکھوں میں جڑی تو نے نوبت کی  
 پیرگی صورتِ نکاحوں میں ہواست  
 تو نے آرزو اپ غفلت سے بیکارند کو  
 بہانہ کہلاتا کرشمہ آکھیا نہ تہ  
 تصاجر پیغامِ صداقت وہ سنایا خلق کو  
 ہر توبہ تو نے ہی پڑھایا خلق کو  
 غفلت باطل کو تو نے کر دیا ہل سے دو  
 لکھو کے تنگ شک کو پوکھ دیا سہت ہانور  
 کر دیا وہ محبوبِ خود بنائے کے بارِ مروت  
 متنی حفاں ہے بہ لب پہ نامِ مروت  
 ذاتِ محمد مصطفیٰ ہے آفتابِ بیکیاں  
 جلوہ پنہاں لو جس نے کر دیا ہے پیرِ حیا  
 وہ دکھایا خلق کو آئینہ قدرتِ جبروتا  
 آں اپنے پیرِ مٹنا نفسیت کا ہوتا  
 پہرہ غفلت پہ عکس نورِ وحدت کا ہوتا  
 نمان اُس نے لایا طلعِ شریعت کا ہوتا  
 نیک انجمازِ صداقت بن گیا روزِ نیاز  
 جلوہ ریز خلق ہے اے نورِ حق تیری صفات  
 تیرے مٹنا گئی شمعِ ہر مٹنا  
 چھائی تھی جو عرب پر کفر کی ایک رات  
 جس میں گھبائے معنی باغِ خفاں کی بیا  
 کارناموں کی جیتے غلظتِ حق پر لاگار

# مان کی گوبچے کا اسکول ہے

خبردار تہذیبی صاحب کے ہاں ہی انگریزی تہذیب کو نہیں بخوبی واقفیتیں آپ ان ہندوستانی تہذیبوں کو جوتہذیبوں کو ترقی کی سادہ پراگندہ کرنے کے لیے اپنی قوم کو ترقی یافتہ بنانے میں باوجود غلط طریقہ اختیار کیا ہے یہ ہندوستان براعظم کا واحد ملک ہے جس نے اپنے تمام آپ کے بے حد شکر میں ہندو تہذیب کے حلقہ میں ملنے سے کچھ کرنا نہیں چاہتے چاہے والی چیزیں خود اس بات کا منہ سے نہیں لگتے کہ دل میں ہندو کی زبان و ہندو کا مہلے پایاں کھینچ کر نکال دیا ہے اور آپ کی آج بھی ہندوستان کو کس طرحی مقام پر نہ کیجئے کی تمنی میں (۱۱۱)

سکاتے ہیں یہ ہوتا ہے کہ اولاد نہایت بد تربیت نکلتی ہے اور آوارہ ہوتی ہے اب تصور دار تو اپنی ذرا بت ہاں کہ ہے ہمارا کام اتنے یہ کہو یہاں ہے کہ نہایت پھوٹ گئی ہے یہی ناہنجارا اولاد پیدا ہوتی ہے بت لسانی مارٹر تھریئے مگر سب یہاں صابن لائے اور صاحب زایاں علم سے کور سے ہی ہے انہوں نے کچھ نہیں سمجھے کہ جاہل ماں کی تربیت سے جیسی اولاد ہوتی ہے بیٹے جیسی ویسی ہی ہوتی ہے نہ تو کوئی سارا کام دین ماں کی گود بچہ کا اسکول ہے تعلیم یافتہ ماں اپنے اس ہم فرض کو جانتی ہے جہتی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے بچہ کی بیدارش ہی کے وقت سے ماں بچہ کا پہلا سبق شروع کر دیتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ لائق ماں کے بچہ تیز واد ہو نہ صاحب گھر نظر آتے ہیں اور جاہل ماں کے بچہ بد تربیت کر کے ملنے سے کچھ نظر آتے ہیں اکثر بچوں کو دیکھا ہے کہ

جاہل بیوی یہ توقع رکھتی کہ اس سے تربیت یافتہ ملائق ہو نہاد اولاد پیدا ہوگی ہاں اس نے مسدود ہے جس طرح جو بچہ نکلتا ہے کی ناگہانی انہوں نے ہندوستان کی جاہلی عورتوں کو جاہل بلکہ قوم کو تباہ و برباد کر رہے ہیں جس طرح دنیاوی تفریبات کے لیے لڑکوں کو تعلیم لانا ضروری ہے اسی طرح آئن و نسل کی بقا و اصلاح کے لیے لڑکیوں کو تعلیم لانا ضروری ہے اور اشد ضروری ہے بلکہ میری دولت میں ایک جاہل لڑکا صرف اپنے ہی لیے دبا ہے مگر ایک جاہل لڑکی کی بدولت سیکھنے والے بلکہ کئی کئی خاندانوں کی تباہی ہو جاتی ہے بچہ کو بچوں کی دیکھ جاہل اور تربیت ماں کا فرض ہے باپ کا نہیں۔ ایک نہیں سیکھنے والی نہیں ایسی موجود ہیں کہ باپ تعلیم یافتہ اور ہندو ہے مگر ماں غیر تعلیم یافتہ اور جاہل مطلق ہے

کی طرح غفلت میں بڑجاتے ہیں ہاتھ پر سان  
بیٹتے ہیں پیرودہ ہی گند سے ہاتھ گھر کے برتنوں  
میں ڈال دیتے ہیں کھرے کھرے پریش پٹا خانہ  
کر بیٹے ہیں ۔

لیکھتے ہیں ایک جیوی کے ہاں وہاں گئی  
جوتی گئی گھر کی گندی حالت زبان حال سے  
اپنے مکین کی جاہلیت کا ماتر کر ہی تھی۔ پتہ  
مستقر شہزادہ بے گھر جس کی انتہا نہیں تھا خانہ  
کی بڑی صاحبہادی نے ماں سے کہا کہ نہ کو  
بھوک لگ رہی ہے ماں نے اس کے جواب  
میں گود کی پچی سے کہا کہ آپا سے کہہ دو کہ پٹا  
میں جا کر گود کھاؤ۔ چھوٹی پچی نے اپنی قوتی  
زبان سے کہا پتھا ملے میں جا کر گود کھاؤ بہن  
نے یہ سن کر ایک تاجہ بے قصور و حرم کے یہ  
کیا۔ یعنی نے ملی گھر میں جو حاصل قصور وار  
تھی ہتے ہتے لونی جا رہی تھی جب نہیں ملیں  
تو بڑی بیٹی کے ایک دبیرہ سیکھا اور کہنے  
لگیں کہ خودی جل موئی ہے منی کی بات نہ  
کیا مارا ہے۔ یہ باتیں دیکھ کر میلال سر تھا  
پریشان ہوا کہ چند گھڑی کا قیام ہی مہر ہو گیا  
اں میں خیال آیا کہ انوس ایک ہستی کی وجہ  
سے کتنی ہستیاں بہاد ہو رہی ہیں اسی وقت  
جھے یہ بھی خیال آیا کہ چند گھڑی سے کہنے دشنا  
ہو گئے مگر ایک تعلیم یافتہ شوہر کس طرح ایک  
جاہل بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرے نہ

مجبور ہو جاتا ہے۔ رات دن کے اس  
جمع بھر کے بعد بھی نوکوں کو تو اعلیٰ تعلیم  
دلانے کی ہوس ہے مگر لڑکی کے لیے معمولی  
اردو لکھنا پڑھنا ہی بعض بہادوں کے خیال  
میں غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے قوم کی  
ترقی کا دار و مدار ہی عورتوں کی اعلیٰ تعلیم  
پر منحصر ہے۔ جس زمانہ میں مذہب اسلام  
نے ترقی کی تھی اس زمانہ کی مسلم خواتین  
ہادی طرح جاہل نہیں تھیں۔ بلکہ زبور  
علم سے آراستہ تھیں۔ اپنے گروہ پیش  
کے حالات ہی کو دیکھنا چاہیے۔ ہمسایہ قوم  
نے اسی وقت ترقی کے میدان میں قدم  
رکھا ہے۔ جبکہ ان کی عورتیں سنی نہ ت  
سے تعلیم یافتہ نظر آئے لگیں ہیں۔ ایک  
غیر تعلیم یافتہ عورت تنہا کی خدمت گزار تو ہوتی  
ہے مگر شہر کی زبان زبان میں نہ ہوتی  
اس کا وجود جس طرح نہ ہوتا ہے تو  
نے لے لے غیہ غیہ ہے اسی طرح نتیجہ لے  
طور پر قوم کے لیے بھی محض یہاں منہ  
جاہل عورتوں کی وجہ سے مردوں کو  
ساس مندوں کے جھگڑوں کا غائی  
زادہ وادیوں سے بھی کبھی نجات نہیں  
مل سکتی۔ (انہ لونی)

## سلام

سلام ہے آئینہ کے بال اسے محبوب سبحانی  
سلام ہے دل میں مانی سلام آؤں زیدانی  
سلام ہے مذہب سے اسے ایچ پڑیا مانی  
ترسے نہ رہے رونق آگے کا زبانی میں  
ماہر کمال یوں جلوہ افروز ہوا  
ردِ سب سے بھی شایہ انبیا سے جلوہ  
اگرچہ قلم چھوڑی ہے نہ تیری قناعت کا

سلام ہے فخر و جلال فخر نوح و عیسیٰ  
تیرا نقش قدم ہے زندگی کی لوح عیسیٰ  
نسب یہ عات اذنی انہی تشریف ازلانی  
شک یک حال قسمت ہو گیا پھر غفلت بانی  
یہی اعمال پاکیزہ ہی اشرف لہجہ مانی  
ہم گنگشکو بندہ نوازی نوح و عیسیٰ  
مگر تہ سول تھے نہ فخر الی و فلاحانی

(ماہنامہ سلام)

## دین عمل

وہنا اولسما رحمہ اللہ سب اہل دین و سادات و صاحبانِ دین

یاد تیرا مہر و مہر اللہ

### خدا کی تدبیر

تو دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم زندہ  
نبی نہ ملے ملتی نہ وہ قلیلہ اس کا ہر فرد قوی الحق  
وہی ہے تمدن اپنی اہم ذمہ داریوں کو سوس  
اور ان سے بڑھ کر ہر ہونے کی کوشش نہ کرے  
یہ نہ دیکھو کہ ہند کی قومی سندھو تیس جن  
کی سندھو تیس جن کی سندھو تیس جن  
رہے نہ دیکھو کہ ہند کی قومی سندھو تیس جن

اہم ذمہ داریوں کی تفصیل ہے :  
پس کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ نرم زبان  
ہونا قومِ دل بہنا بڑے کا کہہ کرنا چھوڑ  
پرہیز کرنا۔ کدو دیتیمینس نوازی کرنا ظلم نہ کرنا

احسان ماننا۔ و ثقت کی قدر کرنا مال پچانہ  
 کرنا، قصور معاف کرنا۔ فضول کوئی سے پچنا  
 وغیرہ وغیرہ یہ سب اخلاق حمیہ ہیں اور یہ  
 صفات عالیہ جس قوم میں جہاں تک نیا وہ  
 ہوں گے انیا کی بات نہ اتنی سی کہاتہ  
 دے گا ہم غور کرتے "انصاف سے دیکھیں کہ  
 یہ باتیں بہ نئی نہیں زیادہ ہیں یا دوسری نہیں  
 میں ہاں اتنا ہے کہ وہ بہ الامور قادر مطلق  
 اپنی سمجھنا نہ ہے اب کیونکہ زندہ دل اور روح پر  
 ہستیاں یہ اگر باتیں ہں سے توہم کی دوبارہ  
 زندگی کی توقع کی جاسکتی ہے

مذہبِ اسلام میں استیلاں

دین تہ کہ تان یہ تھے کہ میں کوئی  
 چیز انسان کو نفع دے گی۔ ہر جمعہ عبادات  
 میں کوئی حال، تسلیم کرتی جانے، عبادت  
 میں کوئی ایسا سوجھ بوجھ نہ تھا کہ عاجز ہوں  
 سے اس کی برائت نہ ہونے نہ کی کوئی حسرت  
 جس سے نفس یا بدن کے میں حسرت نہ  
 اندیشہ نہ ہوا نہ حرام نہ کی جانے نہ پھنسنے  
 اور برتنے کی چیزوں میں ان کے یہ یہ قدر  
 روک ٹوک ہر قسم کی عیب کی طرف سے بیدار  
 حق میں ہوتی ہے اس کا بڑا نقصہ اصلاح کی  
 تہذیب اور نفس انسانی کی تہذیب ہر اس میں  
 عبادت کے طریقے ایسے ہوں ہوں جن میں  
 مشقت کم اور فائدہ بہت ہر اس میں ہوں

117

یہ سب جانتے ہوں کہ ایک بھگت میں بہت سی نیکیاں  
 مند ست ہوں اس میں کوئی بند نہ ایسی نہ ہو  
 جس سے انسان کو اپنی داغی گزادی سے دست  
 بردار ہونا پڑے اس میں کوئی مزاحمت ایسی  
 نہ ہو جس سے انسان پر ترقی کی راہیں سدور  
 ہو جائیں اور وہ صدفات پر لکھا نہ ہو  
 حاصل کرنے سے محروم ہو جائے اور بن نیا  
 اس کہ بنی طرح بہرہ مند ہیں اس میں ان کا  
 شریک نہ ہو سکے جیسے ایک کو تل ٹھہرا ہوا اپنے  
 ہمنفس کو بھگی میں آڑا اور اپنے قید پر متا اور  
 ہول کہنے کو کہتا چاہے مگر خود اپنے مالک کے  
 اس میں ایسا عجز و جبر نہ ہو کہ وہ اس  
 کا ہر ایک کھتا ہے یہ باتہ پاؤں نہیں ملا سکتا  
 اور بوجھ جس لہ ہوا پاپ چاہے چاہے نہ  
 اس کا بھی سبب اس کی مصلیٰ ثابت نہ اھلی  
 جاتی ہے تو ایسا ہی پال ہونے سے ہونا  
 بوسان کی تہائی کو قادر رکھتا ہے اس  
 سی دشواریات کے مانع یہ ہونا نہیں رہنا  
 نہ اس میں تکیہ اور لغو دھیس کی کوئی مصلیٰ  
 بت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ نہ بات بڑی  
 کو بہت مصلحت اٹھانے کی نہ درست ہے  
 جاننے سے اس وقت سے جان ہونے کو  
 اپنے پاک کلام میں طرح طرح سے بتایا ہے  
 وہ مانتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا فُسَعَهَا ابْنًا  
مَا جَعَلَ عَلَيْكَ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ  
یعنی خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور  
بہنیں چاہتا ہے۔ نہ کسی کو اس کی طاقت سے  
زیادہ تکلیف نہیں دیتا نہ اپنے دین میں نہ  
کسی طرف کی ٹانگی کی اس پاک دین میں  
جب تک وہ اپنی اصلیت پر بہادر باکونی  
پیر انسان کی واجبی امنگ اور خوشی اور  
آزادی کے روکنے والی نہ تھی مگر انسان بہ  
کہ وقتاً فوقتاً اور عیناً بعد عین اس پر  
حاجت چڑھنے شروع ہونے اور رفتہ رفتہ  
اُن کی نشاتِ اسد رجحان بھی کہ تن تیز کرنی  
دشوار ہو گئی بلکہ وہ تن متین بالکل  
نظروں سے غائب ہو گیا۔

لَا تَهْزَأْ بِدِينِ الْإِسْلَامِ

اسلام انسانی اسباط کے مونی کو تیار ہو

تجسس نے مذہب نام پر غور کیا ہے اسے  
معلوم ہے کہ کثرتِ مذہب سلامتِ اسلام کو مد نظر رکھ کر

کئے متعلق ہیں اور وہ معلومات کئے سب میں اس

م کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ نہ تو کوئی حکم یا شیعہ

ہو کہ بجز اس خاص جانب کے اس کی پابندی

سے مامور ہو رہے مختلف افراد و معذروں اور

بے بازم و آسان ہو کہ نفس کو اس کے

نہایت میں وہ ضروری شدت و براداری

کی یہ نہ ہو۔ نفس کی بے اعتدالیوں کی

روک تھام کے لیے واجب ہے شریعت اسلامی  
اپنی احکام پوشش ہے جہ پر سابقہ انبیاء علیہم السلام  
کی شریعتیں مشتمل تھیں فرق صرف یہ ہے  
کہ وہ احکام جن میں کچھ شدت تھی یا کسی امت  
لے نہیں اصلی صورت سے کسی دوسری  
شکل میں ہاں دیا تھا۔ اسلام نے انہیں نیا  
کے سامنے سپہاں کر کے پیش کیا یا مقبول احکام  
ان کی اصل صورت میں نہ دیا یا حاصل ہو سکے  
انسانی احکام نہایت نہایت اعتدال متوسط  
واقع ہونے میں دینا پرہیز تو مومن نے دین کو  
نہ تر رہا اور نہ تر سے نکال کر اپنے مظلوم  
غسانی میں مبتلا ہو گئیں اور ممالک انہیں  
انسانی ان قوتوں کو مطلق و بے کار چھوڑا جس  
تو تمدن و افلاق کا اعلیٰ مداح اور باوقار  
کے جہ و بہت پر پہنچ سکتے تھے اور جن کے بغیر کل  
نفس نہیں ہو سکتی تھی غلامانہ ذکر دیا اسلام نے  
ان کو تسک کے خیالات کی ترویج کی ہے اور بیشہ  
انسانی بااثری استعدادت کو مد نظر رکھ کر  
حکمران فکریا ہے

مہ اور جہیز میں آسانی

سک نہاج ہی کے اندر لے لو جو ان کی

تانی زندگی کا پہلا زمین ہے اس میں شک

بندی کہ موجودہ ممالکوں میں مختلف ملکوں

لے اعانت سے مختلف رسومات مانج میں اور اپنی

کی وجہ سے ممالک تو نہایت میں پلے ہاں ہے



# ازدواجی زندگی

## ماؤں اور بہنوں کے لئے درس گل

ہم بہنوں کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ نئے رسوائی کے محکمہ صاحبہ ایڈیٹر سارا خانہ نے باجوہ اپنی عظیم خدمت کے لئے  
کاغذہ فرمایا ہے کہ وہ اس مضمون کو جو مضامین مسمیٰ شائستہ میں منظرِ ہر ماہ میں شائع فرماتی  
ہیں گی، اصل ہی وہ مضمون ہے جو زمانہ سالوں کی محنت کہنا چاہیے اس میں ان کا مہذب و بہت بڑی  
انسانی پختہ زندگی کے ہر لمحے میں کام آنے والی چیزیں ہیں ماؤں اور بہنوں کو فائدہ ہے کہ وہ سمجھنا

مضامین کا مطالعہ کریں تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر بنانے میں کامیاب ہوں (شیو)

ہائیں جو انہوں نے سن بلوغت سے لے کر  
اولاد ہونے کے وقت تک کہیں کسی کی زبان  
سے نہیں سنیں اگر انہوں نے اس مسئلہ مضمون  
کا خوب اچھی طرح سے مطالعہ کیا اور ان سے  
فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو یقیناً انہیں ایسی  
ایسی مفید باتیں سننے میں آئیں گی کہ جو انہیں کئی  
سالوں کے تجربہ میں بھی حاصل نہ ہو سکیں  
یہ نصیحتیں نوجوان اور شادی شدہ  
لڑکیاں لے سہیلیوں جیسی مشفقانہ باتیں ہیں  
جو کہ ان کی تکلیفوں کو بھی رفع کر دیں گی  
بلکہ یہ ان کا غلط فہمی کو بھی دور کر دیں گی  
جس کی وجہ سے ان دن انہیں یہ روزِ بد بگھاتا  
پڑتا ہے اس میں تو مضمون کے پڑھنے سے  
تمام عمر کے لئے زیادتی اور غم اور دیگر غمخواری  
انہوں کو قلع قمع ہو جاتا ہے اس مسئلہ

فی زمانہ کوئی بھی لڑکی اپنی بصیرت کے ہر کو  
نہیں جانتی اور نہ ہی کوئی شادی شدہ عورت  
اپنے حقوق و وجہیت کو ہی سمجھتی ہے اور اسے غلط  
اس بات کا علم نہیں کہ غلامی کی یا پتھر چوڑی کی  
یا غلامی کی ذات کی کس قدر ذمہ داریاں ہوں گی  
ذات کے ساتھ وابستہ ہیں آج واکیاں ان تمام  
پوشیدہ رازوں کو ماؤں کے سامنے اور بائیں  
لوکیوں کے آگے بیان کرنے سے پرہیز کرتی ہیں  
جس میں وہ بہت بُری طرح سے پھنسی ہوئی  
ہیں گویا ان خوفناک بُری علامتوں کا چھپانا  
ہی آجکل شرم و عجاب کی ایک دلیل بھی بنی  
ہے اس پر ہم مطالعہ میں بائیں اور بیٹیاں  
دونوں ہی قصور وار ہیں اور اصل مضمون  
کا مفہوم اور مطلب یہی ہے کہ نئے رسوائی شدہ  
لڑکیوں کو ایسی ضروری معلومات پہنچانی

انسانوں میں ہر ملک بیماریوں کا بیج بودتی ہیں اور پھر ان کو درست کرنے کی طبی تجربات بھی کارگر نہیں ہوتے۔

ہماری غذا انسان کو بیمار اس بیماریوں سے پالیتی ہے اتین اصولوں و ذہن نشین کر لیا جائے، اول غذا مفید معوی اور سلیش ہو، یعنی جوں سے کم یا زیادہ نہ ہو۔

دوم، ہرک سے زائد ہرگز نہ کر نہیں کھانا چاہیے کیونکہ زیادہ کھا لینے سے ہاضمہ پر غریبی زور پڑتا ہے جس کی وجہ سے اعضا کمزور ہوتے آہستہ آہستہ کمزور اور ناگاہ ہو جاتے ہیں۔

سوم، فساداتی مہنی جاسو اس سے بچنا اس قدر کم جو بات ہیں کہ دوسری کھلی فیت بڑی سنگ ریف ہو جاتی ہیں۔ یہ تینوں اصول ان امیروں کے لیے جو عادی شان بھلوں میں مبت ہیں ایسے ہی مفید ہیں جیسے ایک غریب مدد و شخص کے لیے برعکس پانی میں رہا۔ اپنی زندگی کے ایام بسر کر دیتے ہیں مفید ہیں بلکہ یہ اصول امیروں کے لیے بہت ہی ضروری اور لازمی ہیں۔

تندستی و ناپائیداری ایک نرشی کی پٹی بنانا لیکن عورتیں اس قدر مست و ناپائیدار ہوتی ہیں بہت بڑی ذمہ داریاں۔

غذا کیسی ہونی چاہیے۔ صحت آپ کو اس غذا کا استعمال کرتے ہوئے خوش فائدہ

کتنی کئی ایک باب ہوں گے مثلاً عورتوں کی صحت کا درست رکھنا فائدہ کو خوش رکھنے کے طریقے نو عمر شادی شدہ مستورات کی ذمہ داریاں عمل کے ایام میں ضروری حفاظتی تدابیر، بچہ کی حالت اور اس کے لئے ہدایات، بچہ کی حفاظت کے لئے دانیہ کے فرائض بچوں کے علاج و معالجہ کے آسان طریقے، پورے اور کمزوروں کے لئے مفید مشورے، الفاضل یہ سلسلہ مضمون طبقہ نسوان کے لئے بے حد مفید اور فائدہ بخش ثابت ہو گا: انشاء اللہ العزیز

ماں کی صحت۔ علاوہ عام بیماریوں کے عورتیں اپنی صحت کو اچھا یا برا رکھنے کی خود ذمہ دار ہیں۔ اور فی زمانہ ہم واقفیت کی وجہ سے وہ طبعی طرح کی بیماریوں میں چنس جاتی ہیں صحت کو برقرار رکھنے کے لئے عموماً خوراک کا ہونا اور ورزش اور مناسب وقت پر آرام کرنا اور ہمیشگی چیزوں سے پرہیز کرنا اور صحت مند رہنا عیش و عشرت صحت کے لئے مضرہ اور غیر مفید ہے بری چیزوں سے پرہیز کرنا اچھی چیزوں کے استعمال کرنے سے بھرپور جانا بہت ہے سادی غذا اچھی عادات اور مناسب وقت پر آرام کرنا یہ تمام باتیں صحت کے لئے بے مفید ہیں لیکن عادت انسان کو صحت اور اندیشہ و بے باکی بناتی ہیں۔ اور بڑی عادتیں انسان کو کسی کام کا نہیں رکھتیں عادات اسکے

اور مقوی ہو اور جو آسانی سے میسر آسکے  
مثلاً پھل سبزی آنا زہر نشت آندے۔ معمولی  
نان گنم اور چاول وغیرہ

## اجیتی چیزوں کی شناخت

یہ بات یاد رکھیں کہ ایک دو پیوں کی میٹھی  
کے لئے کوئی ایسی چیز خریدیں جو صحت کے لئے  
مضر نہ ہو اس سے ہر چیز کو اچھی طرح سے دیکھ کر  
خرید لیا جائے پھل اچھی ہے یا بری گوشت جو  
نہ یا نہ ناب اس بات کو پرکھنے کے لیے ایک پٹ  
سی ڈالنی یہ نہ کہ اسے اٹھلی سے دبایا جائے  
اگر اٹھلی کے نشانات فوراً مٹ جاویں تو وہ  
گوشت اچھا ہے ورنہ ناب اور اسی طرح  
سبزی بھی شام کے وقت جبکہ سبزی فروٹ  
دو آٹے کی سبزی ایک پیسے کو بیچنے کے لئے  
بیچتے چلاتے ہوں نہ خریدیں کیونکہ کئی سٹری  
ترکاریاں اور باسی گوشت ہے ہی دل کی  
اٹھ کر اسے اسہال جگر کی نرابی ہرک کی کمی  
خوداک سے منافرت بد مزاجی اور کئی دیگر بلکہ  
اور خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

سلیقہ شعاری اگر عورت نہایت  
ملکی کے ساتھ خوراک وغیرہ چاکر اور اسے قوی  
ہے لگا کر اپنے نام دن کے تھکے ہوئے خوند کے  
ساننے لاکر کہے تو اس لڑیہ کار سے اس سے  
شوہر کی کام پریشانیوں اور تھکاوٹیں دور ہو  
جائیں گی یہی وہ اعلیٰ اصول ہے جو عورت کو

مرد کی نظر میں مقبول بنا دیتا ہے۔

عام طور پر تو شادی شدہ میاں بیوی  
کو یہ باطل علم نہیں ہوتا کہ وہ یہ کس طرح سے  
بچ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن بہت بڑی حد تک  
ان کی یہ لاعلمی قابل معافی بھی ہے کیونکہ ناگلی  
معاملات کی عدم واقفیت کی تمام تر ذمہ داری  
ان کی جاہل ماؤں کے سپرد عائد ہوتی ہے جنہوں  
نے باقاعدہ طریقہ پر سورغائد داری کی تعلیم نہیں  
دی اگر ابتدا ہی اس اجہات کی طرف ہنوں  
نے توجہ نہ دی ہوتی تو آج میاں بیوی کو گھر کے  
نئے انتظامات میں کسی قسم کی تکلیف پیش  
نہ آتی۔ اگر ماں حقیقی معنوں میں اور اندیش  
سلیقہ شعار اور گھریلو زندگی کے حالات  
سے باخبر ہوتی تو وہ اپنی لڑکی کو ضرور کھانا پکانے  
پاچات پر لگا کر لے اور کپڑوں کو مرمت کرنے  
اور گھر کو مصفاہ رکھنے کی تحریک سکھاتی اور پھر  
کوئی وجہ نہ سمجھتی کہ لڑکی بھی اپنے ماں کے نقش قدم  
پر نہ چلتی۔ اور اسے اپنی زندگی میں سورغائد داری  
کے معاملات میں کسی قسم کی تکلیف پہنچتی شادی  
سے پہلے بیوی کے جوان خوند کے دل دلخ  
میں یہ باتیں سمائی ہوتی ہیں کہ شادی کے بعد  
اس کی مشکلات زندگی میں بہت کمی واقع  
ہو جائے گی اور وہ اچھے گھر کو دنیا میں بہشت کا  
مندانہ پائے گا۔ لیکن جاہل عورت کی ناواقفیت  
اور کوتاہیوں کی وجہ سے آخر اس کی امیدیں

خاک میں ل جاتی ہیں اس کا دل شاد ہونے کی بجائے جل کر کھب ہو جاتا ہے اور جھٹٹی یہ گھر جو خوشی کا باعث ہونا چاہیے تھا ناپاتی کا مرکز بن جاتا ہے یہ تمام باتیں میاں بیوی کی طبیعتوں پر ایسا برا اثر ڈالتی ہیں کہ اتنا کوئی دوسری بیماری نہیں ڈال سکتی سادہ اور اس آئے دن کی تھکے تھکی کی وجہ سے ان کی زندگی ان کے لئے وبال بن ہو جاتی ہے قصہ کوتاہ یہ بات از بس ضروری ہے کہ خوش اور خوراک سے بہترین فائدہ اٹھانے کے لئے عورت نیک ذہن پرور اور سلیقہ مند ہو اور اس میں قابلیت کے ساتھ ساتھ صفات موجود ہوں جو ایک نیک بیوی کے لئے ہونے لانی ہیں اگر شادی کے بعد خاوند کی یہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ گھر کی تمام ضروریات کو پورا کرے تو بیوی پر بھی یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری کے اندر جتنی دینی خاوند کو خوش کرنے میں اپنی کوشش کا کوئی بھی ذوق نہاں نہ کرے۔

**ضروری ہدایات۔** اجتناب سے غلیظ کپڑے پہنے بیٹھے ہیں کہ صحت کے جن اصولوں کا اطلاق صرف مردوں ہی پر ہوتا ہے عورتیں قطعاً اس میں حصہ نہیں لے سکتیں لیکن غلیظ لباس سے نہ صرف بدن بڑھتی ہے بلکہ عورتوں کی صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

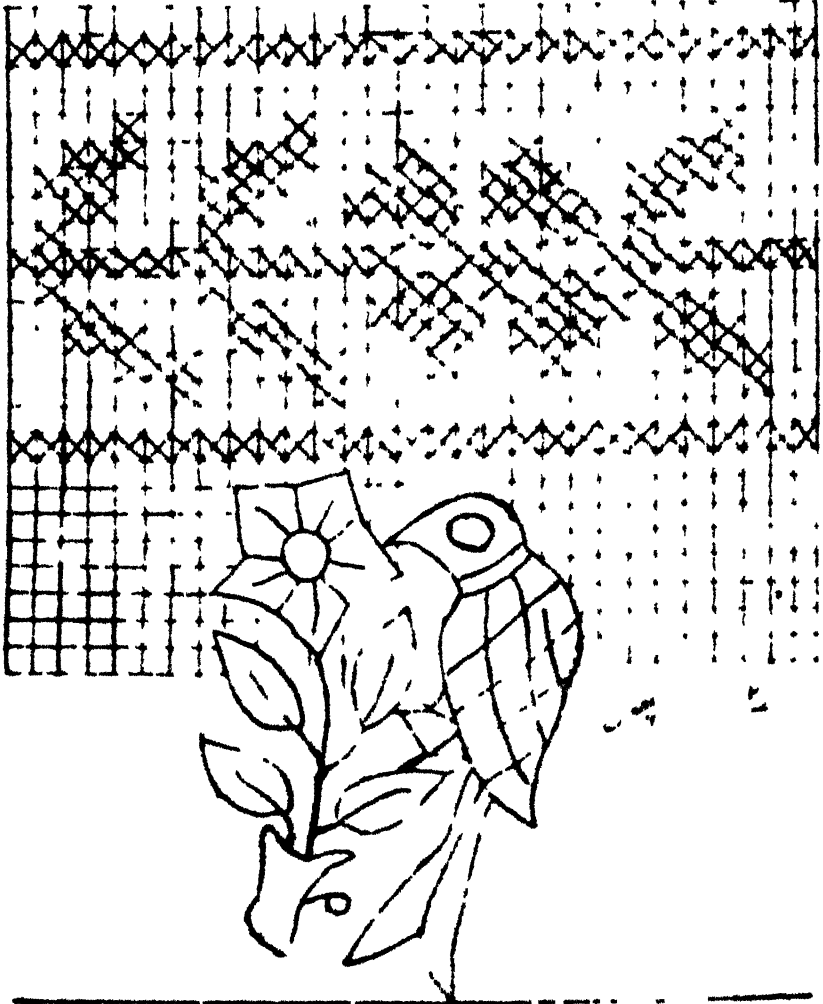
صبح کا بنانا جدید سامان کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ ویسے ہی عورت کے لئے ضروری ہے ورزش جیسی مرد کو کرنی لازم ہے ویسی عورت پر بھی لازم ہے۔ چنانچہ ناچو سالہ مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحت مند عورتوں کے واسطے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ صحت مند ہدایات پر عمل پیرا ہونے سے عورت کی خواہش بڑھتی ہے۔ اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور بے حد بات یہ ہے۔ یہ عادات جو ان کے عالم کو کم نہیں ہونے دیتیں **چکر اطاف زندگی۔** اچھی زندگی طرین کی صحت میں ملاپ برداشت اور ہمدردی پر موقوف ہے۔ یہ باتیں ایک دم معلوم نہیں ہوا کرتی ہیں جو ان کے اسان زندگی کے مراحل کو طے آتا جائیگا اسی سے ان تمام امور کی اہمیت ہوتی چلی جائے گی۔ کیلن لینڈر رابرٹس ہی نے سرسبز کیا ہے۔ جب خاوند کی ایک اور سے کے عادات و خصائص نہ جانی وقت ہوں اور ان کے اندر ایک سے کی بات کو برداشت کرے گا وہ مہم جو ہو۔ ان کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

## دستکاری

مے کروشیا یا کینوس میں میل۔ یہ میل گلیہ کے خلاف بہ ہوش اور دھماکے کے بغیر ہوتی ہے موزوں اور مناسب ہتھکنیاں اور چٹیاں بننے پھول چپانی اور رنگ بھی آپ پسند کریں، اے ڈی بی بی، میں یہ کہتا ہوں اور یہ دیکھیں کہ کیا ساوٹ نظر آتی ہے:

مے کشیدہ کاری یہ چھوٹے مالوں کے، نور پختہ ہوتی ہے خوشنما اور مہلا معلوم ہوتا ہے جانور رنگت پھول کاستی رنگت چٹیاں اور ہتھکنیاں بننے تک سے مالوں کی سچ چھچھ میں چار چاند لگ جاتے ہیں:

(میں بہت جلدی کر سکتا ہوں)



# نعمتیں

کَلُوا وَلَشَرُّوْا

یعنی اللہ کی ہر نعمتیں کھاؤ اور پھر

## مقویٰ ملو

اشیاء۔ یہ آدھ سیر۔ قند سفید آدھ سیر  
گھی پانچ سیر۔ دودھ آدھ سیر۔ مغز بادام۔ پستہ آدھ  
نخش ہر ایک پانچ سیر۔ مرچ سیاہ اور سبز لالہ پانی  
ایک ایک تولہ

پکانے کی ترکیب :- سب سے پہلے گھی کو  
گرم کر کے میدہ کو اس میں ڈال کر جوں میں  
جب میدہ کھرمک بدل جائے تو آدھ پاؤ  
پانی ڈال کر چمچ سے ملا دیں۔ تھوڑی دیر لے کر  
اس میں دودھ بھٹھادیں اور خوب ملا دیں  
جس وقت دودھ صاف بنے تو تھکے کو ڈال دیں  
جو ہنسی تو دم درست ہو جائے اور نہ ٹھیک ہو  
تو ہوائے تو اسی وقت مغز بادام پرستہ نش  
مرچ سیاہ اور لالہ پانی ڈال کر میٹھا کر لیں اور سرد  
کر کے کسی مرتبان میں رکھ لیں اور ہم مذاب ہو  
پانچ خوش فہویں لیز ہو خوش ذائقہ ہو لے کے  
خورد و دل و دماغ کے لیے قدرت دہا اور مغز

ابنت بکھر کر کھنڈ

## چنے کی دال کا صلا

شب کے وقت دال کو صاف رکے یا پی

میں بھگو چھوڑیں اور صبح اٹھ کر کسی کو تندی یا  
سل بٹے پر تھالیں جب میدہ کی طرح ہو جائے  
تو اسے کسی برتن میں رکھ لیں۔ اور اڑھائی  
پاؤ چینی لے کر اس کا توام کریں جب توام گھٹا  
ہو جائے تو ڈیڑھ پاؤ گھی دو ماشہ سفید لالہ پانی  
پسی ہوئی لالہ پانی میں ملا دیں اور دھیمی آتش پر تمام پانی  
خشک کر لیں اور اس کے بعد میدہ اور بادام

حب مشاہ ڈال کر تماشہ کریں کہ صلوے  
سے گھی سفید نظر آوے پھر اس میں کیوڑہ  
ڈال کر نیچے تھالیں اور ورق نکال کر استعمال کریں

## الغامی معے کامل

۱۔ تھکے پچے کھنڈی مقدار ۱۰ ملہ پانچ سیر غلات  
اور بیج مل کر دودھ آدھ سیر اور آدھ سیر  
جو اوت تھکے دو تھام تھکے آدھ سیر اور آدھ سیر  
آدھ سیر کی گھی میں ملا دیں تھکے صاف بنانے تک  
صاف بنانے تک صاف بنانے تک صاف بنانے تک  
تھکے صاف بنانے تک صاف بنانے تک صاف بنانے تک

۱۱۱ حضرت نوح -

۱۱۲ حضرت نوح -

۱۱۳ حضرت نوح -

۱۱۴ حضرت نوح -

۱۱۵ حضرت نوح -

۱۱۶ حضرت نوح -

۱۱۷ حضرت نوح -

۱۱۸ حضرت نوح -

۱۱۹ حضرت نوح -

۱۲۰ حضرت نوح -



## بزرگ اتحاد

یہ بات تو غور و تأمل کی جاتی ہے کہ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ جو اپنے بھائی بہنوں کی بہتری کے خیال میں آوے اس کو بذریعہ تجویز و تقریر کے ظاہر کر دیا کرے اگر وہ رائے درست معلوم ہوگی تو اس کو پھٹنے سننے والے نفع پائیں گے۔ اور اگر وہ رائے صحیح نہ ہوگی تو غیر مقبول ہونے کے سبب رد ہو جانے کی امید اس شخص پر ہے کہ بعد بہنوں کی خدمت میں اپنے پیشکش ہے کہ بخیر تدبیر و فکر کرنے کے بعد اس شخص کو ملے گا کہ جو دنیا و دین کی خاطر اس کی خدمت میں پیشکش کرے گا۔ یہ بنیاد ناقابل تردید ہے اور کوئی دینی ہے انسان کی طبیعت میں فطری طور پر خود پسندی اور نفس پرستی کے حالات ایسے قوی ہوتے ہیں کہ اس قسم کی بہنیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

آپ دیکھتی ہیں کہ ہندوستان بالکل مردود و برباد ہے۔ یہاں کے زیادہ تر تعلیم یافتہ ہیں جو جتنی تعلیم بھی اسی قدر فتنہ ساز و برباد ہے۔ تجارت اور حرفہ یعنی دولت زیادہ حاصل کرتے ہیں۔ ایسے ران کی خرابی کے آثار زیادہ نمایاں ہوتے جاتے ہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ انسان کی طبیعت اور اصلاح صرف ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ اگر تمام اخبارات و رسالے متفق ہو کر ایمان اور اعمال صالحہ کی تعلیم دیا کریں تو علم اتحاد آسودگی میں سلامتی ساری ہوگی۔ باتیں یقینی طور پر خود ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور اگر اس مذہبی اصول کو چھوڑ کر مادی دنیاوی فوہوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو دنیا کا سیلاب ہو گا۔ خود کو فتنہ ساز و برباد کرنا۔ اور تمام تمدنی اور معاشرتی خرابیاں ایمان اور اعمال صالحہ کے نہ بچنے اور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

پہلی دفعہ میں ہم غصہ و کراہت میں ہیں کہ اپنی بہنوں میں ہاتھوں کی طرف پادھی تو نہ، آئینہ نہ، یہ بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔ اور پھر گندہ دیکھنا چاہیے۔ (ما قرآن مجید) اس کے بعد پھر (ما قرآن مجید) میری بھی اکثر رات کے وقت جیسے ذرا سے اُٹھتا ہوتا ہے، اتحادی بہنوں میں ہے اگر کسی بہن کو کوئی طلاق ہو جو تو بذریعہ رسالہ خیر فرما کر مشکافی کا موقع بخشنے عنایت ہوں گی۔

س۔ ب۔ لا چود

۱۰۰۰

پہلے قصبہ نونہ میں جگہ جہاں گیر و  
 شہر بہمن بادشاہ میں ایک صاحب کرامت  
 بزرگ گزرے ہیں جنکا نام تھا سید آدم بنوری  
 یہ حضرت محمد و اہل بیت علیہ السلام سے منسوب  
 کے مشہور خلیفہ تھے مجھے اُن کی سوانح عمری  
 کی ضرورت ہے جو فالہباب تک چھپی نہیں  
 اور فلسفی زبان میں ہے کتاب مذکور کا نام  
 تذکرۃ آدمیہ ہے جس کا اور مفتی غلام سرور  
 لاہوری نے آخر منتہی الاصل فیہ میں دیا ہے مگر  
 نہیں تذکرۃ مذکور مفتی صاحب کے فائدہ  
 میں موجود ہو۔ نیز سید آدم بنوری نے خود بھی  
 ایک کتاب تصانیف کی ہے جس کا نام تذکرۃ

ہے مفتی صاحب نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا ہے  
 ہاؤز میں کیا ہے، مجھے اس کے علاوہ کچھ کتنی  
 چیزیں یاد ہیں، سید مہم دی بزرگ ہیں جن کے مرید شیخ  
 سیدی کاخروا ہوا، کے محد مزنگ میں ہے،  
 اور قصبہ قنوج اور وزیر آباد کے بعض حضرات  
 کے پاس سید صاحب کے طفولیات اب تک  
 محفوظ ہیں، بہر تقدیر جو بہن یا بھائی تو کرنا قادیانہ  
 اور نکات الاسرار ہندیہ دی پی مجھے ارسال  
 فرمائیں گے، میں ان کے نام ایک سال تک سالہ  
 اتحاد نسلاں جاری کروا دوں گی، اور یا جو ان کے  
 لیے کچھ تحریر فرمائیں گے ان کے نام میں ماکھیلے جاری  
 کروا جا سکتا ہے (سنہ ۱۳۷۱ قمری میں مکتوب)

”یَا اَهْلَ الْاٰمَانِ“

مسالہ حیریم ہندوستان کا پہلا نسوانی عالمہ ترغیبت کی دنیا پر اس کے تمام کائنات و مملکت سے بحث  
کی گئی جس میں اسلامی فلسفہ کی تمام اہم و خفیہ خصوصیات بہترین مصلحت و مضامین شامل کئے گئے ہیں جس کے  
موجودہ جہان کے عورتوں کی تربیت و ملک کی امنی و خیر و عافیت میں یہ کچھ کہیں کہ غفلت نے انہیں کس مقصد  
کے لیے پیدا کیا ہے اور ملک و قوم کا مستقبل ان کے کس سی و عمل کا طلب گار ہے  
اس کی تعجب و حیرت پھرتی اس کے مقاصد و نہایت اس کی رہنمائی کی رہنمائی کیا ہے اور اس کے  
خانیں و عورتیں کیا طریقہ اختیار کر چکی ہیں اس میں تعجب و حیرت کی گئی ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے  
ہوں گے ان کے بعد سب کچھ ہوگا اس وقت تک کہ کسی سال میں انہیں نہ پچھلے ایک حصہ پچوں  
کے لیے بھی وقفہ ہوگا اور ہر سال ایک سال شامل ہو جائے گا اور مدت  
قیمت سالانہ چار روپیہ ششماہی دو روپیہ تھانہ آدھ جسم ۶ جز  
لیجر و حیریم کھنڈ

# حالات زمانہ

سلمان ابن حق کی مجلسی اصلاحات

محدثہ زمانہ کے سلطان بن سعود کی  
دست نصابی زیادہ تھے مسائل اخلاقی پابلیشٹ  
تیس سالہ تھے ان کے پاس ایک قصہ ہے  
انہوں نے اس میں جو اچھے بات اور جو اچھے  
کاوا، تیار کی گئے پرچہ لکھ گئے جانیں مہ کی  
رقم مین ایسی ہے۔ شاہی بیاد نے لکھ کر  
اس کے مصنفان قدر راہیے جانیں اور فضول آئیں  
پڑھ رہی جانیں۔

تیری حورتوں کو حقوق راؤ ہندگی

(۱۱ اگست ۱۹۰۷ء) نیشنل اسمبلی میں ایک مسو  
مذہب کے ورثہ کے لئے کیے گئے متعلق تھے

پندرہ سالہ بچہ کی گئی ن مہلاں  
میں وہاں ہاٹھ صاحبہ تھیں مولانا ابوالعباس  
محمد داؤد صاحب فاروقی فاکٹر محمد رفیع صاحب  
میں بی بی۔ میں دیکھ کر حوصلہ صاف بچے میں  
لے بہ بات کی بھیج کر لائی کرتے ہوئے اس کے  
ناراضی و غصہ کیساتھ بیان کیا کہ مسو  
نوجوان وادیوں کا پیدل چل کر یا دیوں کے  
ذریعہ سے وہ دروازہ کھیر جانے لگے اور  
کیوب سے ہی مشکل ہو بلکہ کسی ایک دفعہ تو وہ ہمارے  
کے باعث ہی سخت قابل اعتراض ہے۔

اسی معاملہ کے متعلق جناب شیخ صادق حسن  
صاحب نے اس مجلس مظہرہ قرآن نے تھام لیا اور  
۱۰۰ سے زائد پیشکش کنندگان میں بھی  
مصدقہ کی کتابیں معلن کے خلاف تھام لیا گیا  
اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ دفعہ وزیر تعلیم کو بہت میں بھیجا  
جہاں آٹھ خطبات کو صاحب مروج کے سامنے لکھے  
جو سکول کو بہرہ فراہمی جو جو سلطان لکھ کر پیش کیا  
جیت کر لکھی گئی تھیں کہ جنہاں یہ تعلیم کے لئے تھے  
چند ایک موز حضرت کو اس کے متعلقین و مددگاروں  
سکول کو ہمیں تہہ کے کسی سرکاری مقام پر تبدیل کر کے  
نئے عمارت بنو کر دیا ہے یہی ہم جناب موز کے لئے تھے  
یہ انور۔ سلاطین۔ اور مولانا محمد رسول کی تہہ کی گئی

۱۰۳



چندہ

سالانہ دو روپے چار اے (2-4-0) منہ: ہی ایک روپہ دو اے (1-2-0)

مہاپ ہرقی پراس امرتسر میں دااھنام شدخ غلام ہبدر چوہا





